3913/1

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حفیظ بادشاہ

محمد عارف اللہ خاں قادری مصباحی

3913/1

مرکزی مجلس رضا۔ لاہور

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

PUNJAB
UNIVERSITY
LIBRARY
LAHORE

CLASS NO..........................

BOOK NO ....

S-369—Punjab University Press 10,000 29-1-2003

Marfat.com

سلسلہ مطبوعات مرکزی مجلسِ رضا ۲۷

3771

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی

قدس سرہ العزیز

حیات | خدمات | نظریات

مولانا محمد عارف اللہ خاں قادری مصباحی

مرکزی مجلسِ رضا (رجسٹرڈ) لاہور

Marfat.com

کتاب — شیخ عبدالحق محدث دہلوی
مولف — محمد عارف اللہ خاں قادری مصباحی
طبع اوّل — رجب المرجب ۱۴۰۱ھ
مطبع — کمبائن پرنٹرز۔ لاہور
ناشر — مرکزی مجلسِ رضا (رجسٹرڈ)، لاہور
کتابت — محمد رفیق مہر
ہدیہ — دعائے خیر بحق معاونین مرکزی مجلسِ رضا

87168

ملنے کا پتا

مرکزی مجلسِ رضا۔ نوری مسجد بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور

نوٹ:۔ بیرون جات کے حضرات پچاس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ اوّل

عشق و عرفان کی دنیا میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مہر درخشاں ہیں آپ کی ذات ستودہ صفات نے نہ صرف برِاعظم ایشیا کو علم و آگہی کی دولت سرمدی سے بہرہ ور کیا بلکہ عالم اسلام آپ کی گرانمایہ علمی خدمات سے مستفیض ہوا۔ آپ نہ صرف ایک سچے عاشقِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں بلکہ آپ عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک نامور مبلغ کے ناطے سے بھی شہرت رکھتے ہیں۔ آپ کو بارہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اکابر صحابہ اور اہلِ بیت مصطفےٰ کی نامور شخصیات کے دیدار فیض بار سے متعدد دفعہ مشرف ہوئے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے نورانی قلم نے عربی و فارسی میں گلشنِ حدیث کی آبیاری اس انداز سے فرمائی کہ برِاعظم ایشیا میں پہلے محدث ہونے کی سعادت سے معروف ہوئے ذرا تصور تو کیجیئے جب اس خطہ کی سرکاری و عوامی زبان فارسی ہوگی۔ اور علوم و فنون کی سرپرستی حکومت وقت اپنے لئے سعادت خیال کرتی ہوگی۔ ہر علم و فن کے ہزاروں ماہر موجود ہوں گے۔ اس علمی دور میں مسندِ حدیث پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کس شان سے بیٹھتے ہوں گے۔ جو نہ صرف محض قال اللہ وقال الرسول ہی زبان پر لانے والے تھے بلکہ وہ روحِ حدیث کے بھی شناور اور ایک ایک جزو پر عامل تھے۔ دشمنانِ رسولِ انام سے قلمی جہاد میں عالمِ اسلام کی قیادت جن عالی قدر

Marfat.com

ہستیوں کے حصہ میں آئی ان میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ذات بارکات کا نام نمایاں نظر آتا ہے۔ ماضی قریب میں آپ کے اس مشن کو بامِ عروج تک پہنچانے میں حضرت علامہ شیخ محمد یوسف النبہانی اور امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہما الرحمۃ نے نمایاں کردار انجام دیا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے عظیم مجدد تھے۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ آپ کے ہمعصر اور ہم مسلک تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بدعات و منکرات کا توڑ کیا۔ مذہب پر جہانگیری گرفت کی مکروہ دیواریں منہدم کیں اور مکتوبات گرامایہ سے تبلیغی مشن کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے مسندِ حدیث کو زینت بخشی رہتی دنیا کے لئے نامور تلامذہ کی فوج تیار کرنے کے ساتھ ساتھ شروحِ حدیث لکھ کر مسلمانوں کو عظیم علمی سرمایہ کا وارث بنایا۔ آپ کے بعد برِ اعظم ایشیا میں شہرت پانے والے محدثین آپ ہی کے فیوض و برکات کا ثمرہ تھے۔ آپ نے اپنی علمی و قلمی خدمات سے سیرت و کردار کے جہاں آباد کئے۔ تصوف و احسان کی راہیں آسان کیں۔ علوم و فنون کے ذخیرے تقسیم کئے۔

آج انہی کی یاد تازہ کی جا رہی ہے۔ آپ کی بلند پایہ اور ناقابل فراموش شخصیت پر حضرت مولانا محمد عارف اللہ قادری زید مجدہ نے ایک نہایت جاندار مقالہ لکھا جسے پاک و ہند کے ممتاز علماء نے بنظرِ استحسان دیکھا۔ مرکزی مجلسِ رضا کے اربابِ حل و عقد نے اسے بڑی اہمیت دی۔ مجلس شوریٰ نے اس کی اشاعت کا فیصلہ کیا۔ حُسنِ اتفاق کہ محترم جناب سید اعجاز احمد صاحب مالک فرید بکسٹال لاہور نے مقالہ کی اہمیت کے پیشِ نظر مستقل اشاعت کی حامی بھر لی۔

جناب سید اعجاز احمد صاحب ایک ایسے راسخ العقیدہ انسان ہیں جن کے

Marfat.com

دل میں سُنیت کی تبلیغ کا بے پناہ جذبہ پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف نے اپنے ادارہ سے ایسی کتب کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے جن سے مسلک کی نمایاں ترجمانی ہوتی ہو۔ خاص و عام فائدہ اٹھائیں اور پڑھے لکھے طبقہ میں انفرادی خوبیوں کے باعث قبولیت پائیں۔ چنانچہ آپ نے ایک قلیل مدت میں سلطان الواعظین حضرت مولانا الحاج ابوالنور محمد بشیر احمد صاحب کوٹلی لوہاراں کی جملہ تصانیف بڑے خوبصورت انداز میں شائع کر کے اپنے مکتبہ کو ناشرین کی پہلی صف میں بڑی کامیابی سے لے آئے ہیں۔ ان کی محنت۔ حسن کارکردگی اور اشاعت کی نمایاں خوبیوں کا یگانے بیگانے اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ یہ ان کی بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کی نشانی ہے۔ ورنہ بیک وقت بیسیوں کتابوں کا مارکیٹ میں لانا مشکل ترین امر تھا۔

بشارتِ عظمیٰ جناب سید اعجاز احمد کے ذوق اشاعت کی بات جب نوک قلم پر آہی گئی ہے تو ایک ایمان افروز بشارت کا سنانا بھی ضروری ہے وہ یہ کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی شہرۂ آفاق اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کامل چہار جلد فارسی سے اردو میں منتقل ہو کر بہت جلد مارکیٹ میں آرہی ہے۔ اس نہایت مستند اور تاریخی شرح کا اردو ترجمہ حضرت مولانا علامہ محمد سعید صاحب نقشبندی خطیب اعظم جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کر چکے ہیں۔ پہلا حصہ چند روز تک شائع ہوا چاہتا ہے۔ باقی حصص کی کتابت جاری ہے۔ انشاء اللہ العزیز حضرت داتا گنج بخش لاہور اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہما الرحمۃ کی نگاہِ خصوصی سے عاشقانِ مصطفٰے کے لئے یہ ترجمہ سرمایۂ افتخار ہوگا۔ اسلام و سُنیت کی اس عظیم خدمات انجام دینے پر ہم ناشر و مترجم کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

Marfat.com

حرفِ آخر

اس مختصر مگر جامع تصنیف کے جواں سال مصنف مولانا محمد عارف اللہ صاحب قادری فاضل الجامعۃ الاشرفیہ مبارک کی خدمت میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے راہوارِ قلم کو حضرت شیخ عبدالحق دہلوی ایسی باکرامت شخصیت کے وسیلہ سے چلانے کی سعی مسعود فرمائی، اور بڑی کامیابی کے ساتھ اس موضوع پر پورے اترے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ موصوف قلمی میدان میں بڑی خوبصورتی سے نام پیدا کریں گے اور جہاں کہیں بھی الجھن پیدا ہوتی نظر آئے گی۔ وہاں حضرت محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی روحانی قوت اپنے اس عاشقِ صادق کی یقیناً رہنمائی فرمائے گی۔

مولانا محمد عارف اللہ قادری اگر اپنے اساتذہ کرام خصوصاً حضرت مولانا محمد احمد صاحب اعظمی مصباحی، علامہ یٰسین اختر اعظمی، مولانا افتخار احمد قادری، مولانا محمد عبدالمبین نعمانی، اراکین المجمع الاسلامی کے علمی وقلمی جواہر پاروں سے استفادہ کرتے رہے تو بہت جلد کہنہ مشق مصنفین کی صف میں شمار ہوں گے۔ انشاءاللہ العزیز

دعا ہے اللہ تعالیٰ مرکزی مجلس رضا۔ ناشر، مصنف اور جملہ معاونین کرام کو قلمی جہاد میں کامیابی وکامرانی عطا فرماتا رہے اور یہ سلسلہ تبلیغ جاری وساری رہے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم وآلہ وصحبہ اجمعین۔

محمد منشا تابش قصوری

رکن مجلس عاملہ پاکستان سنی رائٹرز گلڈ لاہور

Marfat.com

پیش لفظ

حامداً و مصلیاً

باسمہ سبحانہ،

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (۹۵۸ھ/۱۰۵۲ھ) کی شخصیت اپنے علم و عرفان اور عظیم تجدیدی و تصنیفی خدمات کے باعث بڑی ہی قدآور اور بلند و بالا ہے۔ ان کی حیات و خدمات پر کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مگر موجودہ سوانحات میں انکے معتقدات و نظریات پر سیر حاصل گفتگو نہیں ملتی۔ حالانکہ کسی بھی شخصیت کا مکمل تعارف اُسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ اس کے نظریات کی بھی واضح نشاندہی کر دی جائے۔

عزیز گرامی مولوی محمد عارف اللہ قادری زید مجدہٗ نے جب شیخ محقق کی حیات و خدمات پر ایک مختصر مضمون ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور کے لیے لکھا تو میں نے حصہ معتقدات کے اضافے کا مشورہ دیا۔

میرے خیال میں یہی اضافہ مضمون کی عام مقبولیت کا سبب ہوا۔ میرے متعدد احباب مثلاً مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری، مولانا عبدالمبین نعمانی، مولانا محمد ایوب استاذ منظر حق ٹانڈہ وغیرہم نے اس کی تحسین فرمائی۔ خصوصاً مولانا عبدالمبین صاحب نعمانی نے تو اس قدر پسند کیا کہ اُسے کتابی شکل میں دینے کیلئے پیہم تقاضے کئے۔ آخر انہیں کی کوششوں سے اس کی اشاعت عمل میں آئی۔

اس لیے اپنی دعاؤں میں مؤلف عزیز اور راقم کے ساتھ برادر موصوف کو نہ بھولیں۔ حصہ معتقدات میں ابھی اضافے کی کافی گنجائش ہے۔ اگر آپ نے مؤلف کی قدر دانی و ہمت افزائی فرمائی تو مجھے امید ہے کہ وہ اس میں اضافے اور مزید تصنیف و تالیف کی طرف توجہ کرکے دین متین کی نمایاں خدمات انجام دے سکیں گے۔ واللہ الموفق وھو خیر معین

محمد احمد الاعظمی المصباحی رکن المجمع الاسلامی مبارکپور
صدر المدرسین مدرسہ فیض العلوم محمد آباد اعظم گڑھ

بھیرہ - ولید پور - اعظم گڑھ
۱۵ صفر ۱۴۰۰ھ جمعہ ۴ جنوری ۱۹۸۰ء

Marfat.com

حیات

بِاسمِہ سُبحانہٗ تعالیٰ

اَلحَمدُ لِاَھلِہٖ وَالصَّلوٰۃُ عَلیٰ نَبِیِّہٖ وَعَلیٰ آلِہٖ وَجُنُودِہٖ

الف ثانی کے مجددین میں سرِفہرست شیخ احمد بن عبدالاحد فاروقی مجدد الفِ ثانی علیہ الرحمہ (م ۱۰۳۴ھ) کا نام نامی آتا ہے۔ جن کی شانِ تجدید و احیاءِ دین کی جلالت ایوانِ حکومت سے لے کر جیل کی چار دیواریوں اور عوام کی مجالس تک ہر جگہ ظاہر ہوئی۔

مگر اسی گیارہویں صدی میں حضرت شیخ عبدالحق بن سیف الدین محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی ذاتِ گرامی بھی ہے جن کی تصنیفات نے دینِ متین کے احیاء و تجدید میں عظیم خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی عالمانہ و صوفیانہ زندگی کتنے طالبانِ حقیقت کے لیے دلیل راہ بنی اور ان کی جلیل الشان تصانیف نے کتنے گم گشتگانِ راہ کو جامِ ہدایت سے سیراب کیا۔

آج بھی ان کی ذاتِ گرامی عالمِ اسلام کی مسلّمہ شخصیت اور ان کے رشحاتِ قلم علمائے دین کا مرجع اور مستند ذخیرہ ہیں۔

اسی نادرہ روزگار شخصیت کی حیات۔ خدمات اور اعتقادات۔ پر ایک مختصر کوشش چند اوراق میں پیش کی جارہی ہے۔

Marfat.com

نسب شیخ کے مورث اعلیٰ آغا محمد ترک بخارا کے رہنے والے تھے۔ تیرہویں صدی عیسوی میں جب مغلوں نے اپنی وحشت و بربریت کا مظاہرہ کیا تو آپ وطن کی خراب فضا سے بد دل ہو کر ترکوں کی ایک جماعت کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے۔ یہ سلطان علاء الدین خلجی (۱۲۹۶ء / ۱۳۱۶ء) کا زمانہ تھا۔ سلطان نے آپ کی بڑی عزت افزائی کی اور اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا۔ اسی دوران میں گجرات کی مہم پیش آگئی جس کی وجہ سے آپ کو گجرات جانا پڑا۔ فتح کے بعد وہیں قیام پذیر ہو گئے۔ اللہ نے آپ کو بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا۔ ایک سو ایک بیٹے تھے لیکن ایک ہولناک سانحہ پیش آیا۔ تلوار کے انتقال کر گئے سب سے بڑے صاحبزادے معز الدین بچے۔ آپ اپنے والد کے ہمراہ دہلی آگئے۔ اخبار الاخیار سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق (۱۳۲۰ء - ۱۳۲۵ء) کے عہد تک گجرات رہے تھے۔ سلطان محمد بن تغلق کے زمانے میں انتقال ہوا۔ ملک معز الدین سے اس خاندان کا سلسلہ جاری ہوا۔ آپ کے فرزند شیخ موسیٰ نے بڑی شہرت و ناموری حاصل کی۔ یہ فیروز شاہ کا زمانہ تھا لیکن فیروز شاہ (المتوفی ۱۳۸۸ء) کے انتقال کے بعد ملک میں بڑی بدنظمی پھیل گئی اور حالات نے ایسی خطرناک صورت اختیار کر لی کہ آپ کو مجبوراً دہلی چھوڑ کر ماوراء النہر کا رخ کرنا پڑا لیکن زیادہ دن وہاں نہ ٹھہر سکے۔ جب تیمور (۱۳۹۸ء) نے ہندوستان پر حملہ کیا تو آپ اس کی فوجوں کے ساتھ پھر دہلی تشریف لائے۔

شیخ موسیٰ کے کئی بیٹے تھے لیکن شیخ فیروز سب سے امتیازی حیثیت کے مالک تھے آپ کو سپہ گری اور شعر و شاعری میں کمال حاصل تھا۔ ۸۶۰ھ میں شیخ فیروز بہرائچ کے کسی معرکے میں شہید ہو گئے۔ ان کی بیوی حاملہ تھیں۔ کچھ دنوں بعد ایک فیروز بخت صاحبزادے تولد ہوئے جن کا نام سعد اللہ تھا۔ ان میں بھی باپ کے تمام خصائل موجود تھے۔ شیخ محمد گنگی کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ آپ کا ۲۲ ربیع الاول ۹۲۸ھ مطابق ۱۵۲۱ء کو وصال ہو گیا۔ آپ کے دو بیٹے تھے شیخ رزق اللہ اور شیخ سیف الدین دونوں کو عشقِ الٰہی

Marfat.com

کا بے پناہ جذبہ ورثہ میں ملا تھا۔

شیخ کے والد ماجد

شیخ کے والد مولانا سیف الدین ۹۲۰ھ مطابق ۱۵۱۴ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ اللہ نے انہیں بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ صاحب دل بزرگ اور مایۂ ناز شاعر اور بذلہ سنج بھی تھے۔ آپ کا تخلص نام کی نسبت سے سیفی تھا۔ مثنوی سلسلۃ الوصال جو پانچ سو اشعار پر مشتمل ہے، ایک دن میں لکھی۔ پیر کا نام عبدالملک اور لقب امان اللہ تھا۔ پیر کے وصال کے بعد شیخ امان کی خدمت میں حاضر رہنے لگے اور وہیں خلافت سے بھی نوازے گئے۔

وصال سے پہلے آپ نے کچھ کلمات اور اشعار لکھ کر کفن کے ساتھ رکھنے کی تاکید فرمائی تھی جب وصال کا وقت بالکل قریب آگیا تو بجائے خوف و ہراس کے ذوق و شوق پیدا ہوگیا جس طرح ایک عاشقِ صادق اپنے معشوق کی ملاقات کے لیے بے چین اور انتہائی مشتاق رہتا ہے۔ ۲۷ شعبان ۹۹۰ھ۔ ۱۵۸۲ء کو آپ کا وصال ہوا۔

شیخ محمد عبدالحق کی ولادت

ماہ محرم ۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۱ء میں شیخ کی ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم و تربیت والد ماجد کے زیرِ سایہ رہ کر حاصل کی۔ والد نے آپ کے اخلاق و عادات اور خیالات کی تربیت میں خاص اہتمام فرمایا۔ اس کی شہادت شیخ کی زبانی زیادہ مناسب ہے۔

شب و روز در کنار مرحمت و جوارِ عنایت ایشان تربیت می یافتم (رات دن میں ان کی آغوشِ مرحمت اور جوارِ عنایت میں تربیت حاصل کرتا تھا) اخبارالاخیار ص۳۱)۔

سب سے پہلے قرآن شریف شروع کرایا۔ دو تین مہینہ میں اپنی خداداد ذہانت و فطانت سے پورا قرآن پڑھ لیا پھر لکھنے کی طرف توجہ مبذول فرمائی اور اسے حیرت انگیز طور پر قلیل مدت میں سیکھ ہی نہیں لیا بلکہ کتابت میں بے مثال ہوگئے۔ اس کی گواہی محدث

Marfat.com

صاحب ہی کی زبانی سنیے۔

" دراندک مدت شاید اگر مقدار یک ماہ تعیین کنم دروغ نہ گفتہ باشیم " — تھوڑی مدت میں اگر ایک ماہ متعین کروں تو غلط نہ ہوگا۔ (اخبار الاخیار ص ۳۱۱)

اسی سے ظاہر ہے کہ جو ایام طفلی میں اس قدر ذہین ہو اس کا عنفوان شباب میں کیا عالم ہوگا لیکن آپ اس کا اصلی سبب اپنے والد کو قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ

ہرچہ ہست اثر توجہ و عنایت ایشان ست۔ (ایضاً) — جو کچھ ہے آپ کی توجہ و عنایت کا اثر ہے۔

آپ حافظ بھی تھے اور اتنی قلیل مدت میں حفظ سے فراغت حاصل کی تھی کہ آج حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے ایک سال یا کچھ زیادہ مہینوں میں حفظ کر لیا۔ حفظِ قرآن کے بعد علوم اسلامیہ کی طرف توجہ کی اور عربی صرف کی پہلی کتاب میزان الصرف پڑھنا شروع کی اور مصباح و کافیہ تک خود والد صاحب کے زیرِ سایہ تعلیم حاصل کی بارہ تیرہ برس میں شرح عقاید اور شرحِ شمسیہ پڑھ لی۔ پندرہ سال کی عمر میں مختصر و مطول سے فارغ ہو گئے۔ حصولِ علم کا جذبہ اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ہر وقت مطالعہ و کتب بینی میں مستغرق رہتے۔ اگر کوئی مفید علمی کتاب دستیاب ہو جاتی تو پوری دیکھے بغیر نہ رہتے اور جب تک بذاتِ خود نہ حل کر لیتے تب تک اسی میں منہمک رہتے۔ حتیٰ کہ استاد سے پوچھنے کی حاجت باقی نہ رہتی۔ ہر کتاب کے متن و حاشیہ سے مکمل استفادہ کرتے۔ خود فرماتے ہیں کہ ایامِ طفولیت ہی سے مجھے لہو و لعب پسند نہیں رہا اگر ماں باپ کچھ دیر کھیلنے کے لیے کہتے تو عرض کرتے میری تفریح تو اسی پڑھنے لکھنے میں ہے۔

مطالعہ میں مشغولیت کا یہ عالم رہتا کہ بارہا سر کے بال اور عمامے جل گئے۔ اور آپ کو مطلق خبر بھی نہ ہوتی آپ جس مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے وہ مکان سے دو میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ وقت سے پہلے ہی مدرسہ روانہ ہو جاتے دوپہر کے وقفہ میں بھی آتے

Marfat.com

تھے اور کھانے کے بعد مدرسہ چلے جاتے تھے اس طرح آٹھ میل کی طویل مسافت پیدل طے کرتے تھے گرمی کی تیز و تند اور جھلسا دینے والی ہوا ہو یا سخت سردی ہر موسم وقت پر مدرسہ پہنچ جاتے۔

آپ نے عربی و فارسی میں کامل دستگاہ حاصل کر لینے کے بعد علمائے ماوراء النہر سے استفادہ کیا اور اسی دوران میں بھی ویسی ہی محنت کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے جس فن کی طرف توجہ کی اس میں اپنی قابلیت و صلاحیت کا سکہ بٹھا دیا۔ چنانچہ آپ کو منطق و فلسفہ جیسے فنون میں بھی دستگاہ حاصل تھی۔ آپ کے اساتذہ بھی آپ کی جودت ذہن اور ذہانت کا اعتراف اس طرح کرتے ہیں۔

«ما از تو مستفیدیم و مارا بر تو منتے نیست» (اخبار الاخیار ص ۳۱۲) — ہم تم سے مستفید ہیں اور ہمارا تم پر کوئی احسان نہیں۔

والد چونکہ صاحب تصوف بزرگ تھے اور انہی سے شیخ نے اسرارِ تصوف بھی حاصل کیے تھے، اس لیے ان پر تصوف کا غلبہ زیادہ رہا۔ آپ کے والد وحدت الوجود کے سختی سے قائل تھے آپ نے مسئلہ وحدت کے متعلق معلومات کے گنج گرانمایہ بھی آپ ہی سے حاصل کیے۔ آپ کو عہدِ طفولیت ہی سے نماز و روزہ اور اوراد و وظائف کی تعلیم مل چکی تھی۔ جوان ہونے پر یہ شغف ایک حد تک بڑھ گیا۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ نے حجازِ مقدس کا سفر فرمایا اس وقت اکبر کا زمانہ تھا۔ لادینیت پھیل چکی تھی۔ علمائے سوء اکبر کے خود ساختہ دین کی حمایت میں مسلمانوں کو گمراہ اور بے دین کر رہے تھے۔ خدا کے نیک بندوں کو گوشۂ تنہائی میں بھی سکون نصیب نہ تھا ان حالات سے عاجز آ کر بہت سے علماء و مشائخ نے ترکِ وطن ہی مناسب سمجھا۔ آپ نے بھی یہاں کے حالات کا بغور اندازہ کر لیا تھا اور کسی حد تک مایوس بھی ہو گئے تھے

سفر حجاز اس لیے ۹۹۶ھ مطابق ۱۵۸۷ء کو اڑتیس برس کی عمر میں مالوہ ہو

Marfat.com

ہوئے احمد آباد پہنچے۔
پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حجاز جانے کا موسم ختم ہو چکا ہے اس لیے وہیں رک گئے۔ اس وقت گجرات میں حضرت وجیہہ الدین رحمۃ اللہ علیہ مرجع انام بزرگ تھے آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا اور بہت سی متداول اور قابل اعتماد کتابوں کے محشی بھی تھے آپ نے ان سے سلسلۂ عالیہ قادریہ کے کچھ اذکار و اشغال حاصل کئے۔ ایک سال تک وہیں قیام رہا۔ احمد آباد میں آپ کے قریبی دوست مرزا نظام الدین نے زاد راہ کا انتظام کیا اور کچھ مہینے پہلے ہی حجاز کے لیے روانہ ہو گئے۔
حجاز مقدس رمضان سے قبل ہی پہنچ گئے تھے چنانچہ ۹۹۶ھ تک انہوں نے مکہ معظمہ کے محدثین سے صحیح مسلم اور صحیح بخاری کا درس لیا۔ پھر شیخ متقی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہیں مشکوٰۃ شریف کا درس لینا شروع کیا ۲۴ ربیع الثانی ۹۹۶ھ کو شیخ عبدالوہاب متقی کی اجازت سے مدینہ شریف حاضر ہوئے۔ وہاں سے واپس آکر مشکوٰۃ کا درس پورا کیا۔ شیخ عبدالوہاب متقی نے اطمینان کیا۔ پھر حرم شریف کے ایک حجرے میں ریاضت کے لیے بٹھا دیا شیخ بذاتِ خود آپ کی نگرانی فرماتے جب خلوت کدہ سے فارغ ہوئے تو شیخ سے مسلم شریف کی قرأت کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی اور فرمایا۔

"اکنوں عزیمتِ ہندوستان بکنید" "اب ہندوستان کا عزم کرو"

آپ نے حجاز نہ چھوڑنے کا ارادہ ظاہر فرمایا لیکن شیخ متقی کے پیہم اصرار اور تقاضے کی بناء پر آپ واپس آئے۔ چلتے وقت شیخ متقی نے حضرت غوثِ اعظم علیہ الرحمہ کا ایک پیراہن مبارک بھی عطا فرمایا تھا۔

درس و تدریس

آپ نے حجاز سے واپس آتے ہی درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا اور یہ آخری عمر تک جاری رہا۔ آپ کا مدرسہ ہندوستان گیر شہرت کا حامل تھا اور ایسے انحطاطی دور میں قائم ہوا تھا جب کہ ہر چہار طرف بدعات و

Marfat.com

منکرات کا دور دورہ تھا۔ بارہا مخالف طاقتیں مدرسہ کے بام و در سے ٹکرائیں لیکن آپ کے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہ آئی۔

تصوف

آپ کے اندر شروع ہی سے تصوف کا رنگ غالب تھا اور کیوں نہ ہو۔ والد کی متصوفانہ صحبت جو پائی تھی۔

مُلّا عبدالقادر لکھتے ہیں کہ:۔

"در تصوف رتبۂ بلند دارد" — تصوف میں بلند رتبہ ہیں (منتخب التواریخ)

خافی خاں نے لکھا ہے۔

در صلاح و تقویٰ کہ لازمۂ علم باعمل است ممتاز بود۔ در ادائے فرائض و سنن تا دم واپسیں دقیقۂ فرو گذاشت نہ نمود۔ (منتخب اللباب ص ۲۴۰)

نیکی اور تقویٰ (جو کہ علم باعمل کا لازمہ ہے) میں ممتاز تھے۔ فرائض و سنن کی ادائیگی میں آخر دم تک کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرمایا۔

آپ علوم باطنی کا انکشاف نہ فرماتے تھے بلکہ اسے پردۂ اخفا ہی میں رکھنا پسند کرتے تھے۔

مُلّا عبدالقادر کا بیان ہے۔

"ستر حال خویش بافادہ و استفادہ علوم رسمیہ می کند" (منتخب التواریخ ج ۲ ص ۱۱۴)

علوم مروجہ سیکھنے سکھانے کی مشغولیت سے اپنے حالِ ولایت کی پردہ داری کرتے ہیں۔

بیعت

سب سے پہلے شیخ نے اپنے والد سے بیعت کی۔ خود ہی فرماتے ہیں۔

"والدم را بر من حق پدری و استادی و دوستی و پیری جمع است" (وصیت نامہ)

میرے والد کے میرے اوپر پدری، استادی دوستی اور پیری سبھی حقوق جمع ہیں۔

اس کے بعد والد نے حکم دیا کہ حضرت موسیٰ گیلانی کے حلقۂ مریدین میں شامل ہو

Marfat.com

جاؤ۔ سعید فرزند نے حکم کی تعمیل کی۔ سید موسیٰ گیلانی سلسلہ عالیہ قادریہ کے بزرگ تھے اور سید عبدالحامد معروف بہ حامد گنج بخش (المتوفی ۹۷۸ھ ۔ ۱۵۷۱ء) کے فرزند ارجمند تھے۔

حضرت موسیٰ گیلانی نے شیخ کے ساتھ غایت درجہ لطف و کرم فرمایا اور خلافت سے نوازا۔ شیخ نے لکھا ہے۔!

"غایت محبت بمن داشت و مرا بفرزندی قبول کرد و تلقین نمود و خلافت داد۔"	مجھ سے بڑی محبت رکھتے۔ مجھے اپنی فرزندی میں قبول کیا، تعلیم دی اور خلافت عطا کی۔

سید موسیٰ گیلانی سے شرف یابی کے بعد آپ نے مکہ کا سفر کیا، آگے انہیں کی زبانی سنئے!

"بعد شرف یابی از سید موسیٰ گیلانی بہ مکہ رفتم و بہ خدمت شیخ ولی اجل داعز و اکرم قطب الوقت عبدالوہاب متقی رضی اللہ عنہ مشرف شدم، وے نیز قبول کرد و علم ظاہر و باطن تربیت فرمود وے در انتساب قادری و در سلوک و ارشاد شاذلی و از سلسلہ مدینہ و چشتیہ کہ از راہ بالا بجانب ولایت مآب شیخ مودود چشتی می رسد نیز خلافت داشت مرا نیز بخلافت ایں سلاسل مشرف گردانید۔"

سید موسیٰ گیلانی سے مشرف ہو کر میں مکہ گیا۔ اور نہایت بزرگ اور عزیز و کریم ولی قطب الوقت شیخ عبدالوہاب متقی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ انہوں نے علوم ظاہر و باطن کی تعلیم فرمائی۔ انہیں سلسلۂ قادریہ اور سلوک و ارشاد شاذلی اور سلسلۂ مدنیہ و چشتیہ میں (جو اوپر سے شیخ مودود چشتی کی جانب پہنچتا ہے) خلافت حاصل تھی، مجھے بھی ان سلاسل کی خلافت سے نوازا۔

پھر جب ہندوستان واپس آئے تو خواجہ محمد باقی کی خدمت میں شرف یابی کا موقع ملا اور انہیں کے پاس نقشبندی طریقۂ خواجگان کی مشق کی ان سے بیعت بھی کی اس طرح آپ

Marfat.com

کو مندرجہ ذیل سلاسل سے تعلق حاصل تھا۔

قادریہ، چشتیہ، شاذلیہ، مدینہ، نقشبندیہ۔

لیکن آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضور غوث پاک نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اشارے پر مجھے خواب میں مرید بھی فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بزبان فارسی ارشاد فرمایا تھا "بزرگ خواہی شد" ایک مکتوب میں اپنے فرزند مولانا شیخ نور الحق شارح بخاری شریف کے نام لکھتے ہیں۔

"مرجع وماوای فقیر آں سید کائنات وخلاصۂ موجودات است علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات بوسیلہ حضرت پیر دستگیر غریب نواز شکستہ پرور غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی"

فقیر کا مرجع وماویٰ حضرت پیر دستگیر، غریب نواز، شکستہ پرور غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے سید کائنات، خلاصۂ موجودات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات ہیں۔

شاہانِ وقت اور شیخ محدث

شیخ محدث کی خود دار طبیعت مبالغہ آرائی اور مدح وثناء سے بالکل بے نیاز تھی۔ شیخ فرید کو لکھتے ہیں۔

درحفظ مراسم مدح وتعظیم وبیان شوق ومحبت بر جادۂ وسط واعتدال ایستادن واز دائرہ احتیاط ونفس الامر بیروں نیفتادن، درغایت دشواری است اگر براہ مبالغہ درمدح وثنا زود نامہ از خلیفہ عرف وعادت عاطل بود، واگر برود عزیمت دین وصولت یقین باطل شود، اے کاش ایں رسم وعادات درعالم نبودے۔ (المکاتیب والرسائل برحاشیہ اخبار الاخیار)

Marfat.com

تعریف و تعظیم کے مراسم کی حفاظت اور شوق و محبت کے بیان میں راہ اعتدال پر قائم رہنا اور احتیاط و واقعیت کے دائرہ سے باہر قدم نہ رکھنا نہایت مشکل ہے اگر تعریف و توصیف میں مبالغہ کی راہ اختیار نہ کرے۔

اور اگر اختیار کرے تو دینی عزیمت اور یقین کی سطوت رخصت ہوتی ہے۔ اے کاش! عالم میں یہ رسم و عادت نہ ہوتی۔

اکبر کی موت کے بعد جب اس کا بیٹا نورالدین جہانگیر تخت نشین ہوا تو آپ نے بادشاہ سے بھی تعلق قائم فرمایا۔ چنانچہ آپ نے بادشاہ کے فرائض اور پابندیوں سے متعلق ایک رسالہ لکھا بعد میں ایک رسالہ جو چالیس احادیث پر مشتمل تھا خاص بادشاہ کے لیے تصنیف فرمایا۔

وصال

۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ کو چورانوے سال کی عمر میں یہ بادشاہ علم و فضل ہمیشہ کے لیے میٹھی نیند سوگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

شیخ نے وصیت نامہ میں تحریر فرمایا۔

"دعا و تمنائے فقیر از درگاہ الٰہی ست اللّٰھم ارزقنی شہادۃً فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک اگر ایں دعا قبول افتاد، ہیچ حاجت بوصیت نیست واگر دریں جا اجل رسید بالائے حوض شمسی کہ جائے پاکاں و مغفوراں ست دفن کنند۔"

بارگاہِ الٰہی سے فقیر کی دعا و تمنا یہ ہے کہ اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہرِ مبارک میں موت دے اگر یہ دعا قبول ہوگئی تو وصیت کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر اسی جگہ موت آجائے تو حوضِ شمسی کے اوپر جو نیکوں اور مغفوروں کی جگہ ہے دفن کریں۔

قبر کو وسیع کرنے کی ہدایت کی اور حدِ اعتدال سے نہ تجاوز کرنے کی تاکید فرمائی۔

Marfat.com

فرماتے ہیں۔

"قبر وسیع بکنند، تجاوز از اعتدال در درونِ قبر گچ نکنند، و دیوار ہائے او بخشتِ خام برآرند و بہ دیوار بالیں طاق بسازند و شجرہائے پیراں دراں نہند۔" (وصیت نامہ)

قبر کو وسیع کریں۔ حد اعتدال سے تجاوز اور قبر کے اندر گچ نہ کریں اور اسکی دیواریں کچی اینٹ سے اوپر تک لائیں اور اوپری دیوار میں ایک طاق بنائیں اور پیروں کے شجرے اس میں رکھ دیں۔

وصیت کے مطابق حضرت شیخ نور الحق علیہ الرحمۃ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

کتب خانہ

آپ نے ہر علم و فن پر معیاری کتابیں اپنے کتب خانہ کے لیے فراہم کرلی تھیں۔ حجاز میں قیام کے دوران بھی بہت سی نادر و مستند کتابیں حاصل کیں اور اس طرح یہ کتب خانہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے ایک نعمتِ بے بہا ہو گیا۔ لیکن دست بردِ زمانہ سے یہ بھی محفوظ نہ رہ سکا اور یہ قیمتی خزانہ اٹھارہویں صدی عیسوی میں مرہٹوں اور سکھوں کے مسلسل حملوں کا شکار ہو گیا۔ شیخ محدث کی روح ان ہنگاموں کو دیکھ رہی تھی اور جسے مصنف نے صدیوں کی محنت اور کاوش سے مدون کیا تھا اس کی تباہی دیکھ کر بزبانِ حال کہہ رہی تھی۔

اس دور میں ہر اک تہِ چرخِ کہن لٹا
اوروں کا زر لٹا مرا لفظ سخن لٹا

Marfat.com

خدمات

جب ہم ہندوستان کی سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی کی مذہبی تاریخ کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں مختلف افکار و نظریات کی حامل تحریکیں نظر آتی ہیں جو کسی نہ کسی طرح اسلام کے مسلمہ عقائد و نظریات سے متعارض دکھائی دیتی ہیں ان تحریکوں کا مقصد صرف اسلام کے استحکام کو ختم کرنا تھا۔

ان میں یہ تحریکیں خصوصیت کے ساتھ ذکر کے قابل ہیں۔

عقیدۂ مہدویت، نظریۂ الفی، تصور امام، دین الٰہی۔ ان سے اسلام کو جو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے اس کی مثال نہیں پیش کی جا سکتی۔ لیکن ایسے پُر فتن اور نازک دور میں جب کہ ہندوستان بدعات و منکرات کا مرکز بن کر رہ گیا ہو۔ جب شعائرِ اسلامی کا صراحتہً مذاق اڑایا جا رہا ہو۔ جب نیک نفس اور پاک طینت مشائخ اور بزرگوں کو گوشۂ تنہائی نصیب نہ ہو۔

حق کی بلندی و عظمت کی حفاظت و صیانت اور دشمنانِ اسلام کی بیخ کنی کے لیے شیخ محقق رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے ان تمام تحریکوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور بادشاہی رعب و جلال کی پرواہ کیے بغیر حق و صداقت کی خاطر جہاد کرتے رہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کی مذہبی خدمات کا مختصر خاکہ پیش کرنے سے قبل ان تمام تحریکوں کا مختصر جائزہ لیں۔ کیونکہ کسی شخصیت کی حیثیت کا تعین اس کے گرد و پیش کے حالات اور ماحول کی خرابی اور اچھائی سے ہوتا ہے۔

مہدوی تحریک

مہدوی تحریک کا بانی سید محمد جونپوری تھا۔ جو ۱۴ جمادی الاول ۸۴۷ھ مطابق ۱۴۴۳ء میں پیدا ہوا۔ چونکہ بہت قابل

Marfat.com

اور باصلاحیت تھا اس لیے علماء نے اسے اسد العلماء کا خطاب دیا تھا۔ اسے درس و تدریس سے کافی شغف تھا۔ چالیس سال کی عمر میں اپنی مختصر سی جماعت کو لے کر حجاز کا سفر کیا اور وہاں بھی درس و تدریس میں مشغول رہا۔ ۱۴۹۵ء میں مہدویت کا اعلان کیا اور احمد آباد میں اس نے ایک تحریک قائم کی۔ مہدویت کا تصور اسلام کے ایک مسلمہ اصول سے متصادم تھا۔ جس کی تردید کے لیے شیخ متقی، علامہ ابن حجر مکی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ کمربستہ ہو گئے۔

اس کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ علیہ التحیۃ والثناء کو جو بھی کمال حاصل ہے وہ سید محمد کو بھی حاصل ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ سرکار کو اصالۃً تھا اُسے تبعًا۔

دراعتقاد سید محمد جونپوری ہر کمالیکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داشت در سید، سید محمد رانیز بود، فرق ہمیں است کہ آں جا باصالت بود و ایں جا بہ تبعیۃ و تبعیۃ رسول بجائے رسیدہ کہ ہم چو او شد۔	سید محمد جونپوری کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو کمال حاصل ہوا اسے بھی ملا۔ بس فرق یہی ہے کہ انہیں اصالۃً ملا اسے تبعًا مگر یہ تبعیتِ رسول بھی اس حد کو پہنچی کہ (بزعمِ خویش) وہ بھی ان ہی جیسا ہو گیا۔

اس وقت کا سب سے اہم مسئلہ مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح تعین تھا۔ شیخ محدث نے اس مسئلہ پر جو جد وجہد کی ہے۔ ہمارے نزدیک یہی ان کا سب سے عظیم کارنامہ ہے۔

علماء کا گروہ

سب سے زیادہ گمراہ اور بے دین طبقہ علماء سوء کا تھا۔ جنہوں نے ہر طرف ضلالت و گمراہی کی فضا قائم کر رکھی تھی، یہ ایک اٹل اور بے غبار حقیقت ہے کہ عوام کو ضلالت و گمراہی کے عمیق غار میں گرانے کا گناہ ہمیشہ انہیں نفس پرست اور دین فروش علماء کے سر رہا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

فرماتے ہیں۔

"اکثر علماء ایں وقت رواج دہند بائے بدعت د محو کنند ہائے سُنت"
(مکتوبات دفتر دوم حصہ ہفتم ص ۵۴)

"اس وقت کے اکثر علماء بدعت کو رواج دینے والے اور سنت کو مٹانے والے ہیں۔"

مخدوم الملک نے زکوٰۃ سے بچنے کے لیے ایک عجیب حیلہ تراشا تھا۔ سال پورا ہونے پر اپنا سارا مال بیوی کے سپرد کر دیتا تھا۔ بعد میں بیوی سارا مال واپس کر دیتی تھی۔

اکبر کو سجدہ کرنے کا فتویٰ سب سے پہلے بدخشانی نے دیا تو مُلا عالم کو افسوس ہوا کہ اسے یہ اجتہاد کرنے کی سعادت کیوں نہ حاصل ہوئی۔

داڑھی منڈانے کے متعلق حدیث شیخ امان پانی پتی کے بھتیجے نے نکالی۔

فریضۂ حج کے استعاط کا فتویٰ مخدوم الملک کے ذہن کی اختراع تھا۔ غرض کہ اس وقت کے علماء کا ضمیر اس قدر مردہ ہو چکا تھا کہ وہ شریعتِ اسلامی کے خلاف براہِ راست اظہارِ خیال کرتے تھے۔

شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔

"در معلوم شریف است کہ در قرنِ سابق ہر فسادے کہ پیدا شد، از شومی علماء سوء بظہور آمد" (مکتوبات ج ا ص ۳۳)

"خدائے تعالیٰ کے علم شریف میں ہے کہ قرن سابق میں جتنے فتنے اٹھے ان سب کی پشت پر علماء سوء کا ہاتھ تھا۔"

صوفیہ

اس وقت کے صوفیاء نے بھی مذہب کو نقصان پہنچانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا ان کے نزدیک شریعت و طریقت دو مختلف چیزیں تھیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ خواص صرف معرفت کے مکلّف ہیں اور شریعت پر عمل کرنے کا مقصد محض معرفتِ حق تعالیٰ ہے اور جب معرفت خداوندی حاصل ہو جاتی ہے تو تکلیفات بھی ساقط ہو جاتی ہیں۔ اپنے استشہاد میں وہ یہ آیت کریمہ

Marfat.com

پیش کرتے تھے۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۔ یعنی عبادت حق تعالیٰ کی معرفت تک ہے (مکتوبات ص۲۵۸ دفترِ اول)

دربارِ اکبری

اکبر پہلے مذہب کا سخت پابند تھا۔ درباریوں کو پنج وقتہ نماز پڑھنے کی تلقین کرتا۔ علماء سے حسنِ عقیدت کا یہ عالم تھا کہ انہیں وہ اپنے زعم میں امام غزالی اور امام رازی علیہما الرحمہ سے بڑھ کر تصور کرتا تھا۔ چونکہ اسے مذہب سے خصوصی لگاؤ تھا اس لیے اس نے خاص اس کے لیے ایک عبادت خانہ تعمیر کرایا اور مسائل شرعیہ پر بحث و تمحیص کے لیے علماء کو مدعو کیا اور اس میں بذاتِ خود شرکت کرتا۔ لیکن ان علماء سوء نے عبادت خانہ کو لڑائی جھگڑے کی آماجگاہ بنا لیا۔ اکبر نے جس مقصد کی تحصیل کے لیے یہ کوششیں کی تھیں اس پر پانی پھر گیا اور انہیں حالات نے اس کے ذہن و فکر میں عظیم انقلاب پیدا کر دیا۔ جنہیں وہ امام غزالی اور امام رازی سمجھا کرتا تھا انہوں نے اس کی امیدیں خاک میں ملا دی تھیں۔ ایک دن عبدالنبی کو جن کا پہلے بڑا ہی معتقد تھا اور جن کی جوتیاں سیدھی کرتا تھا۔ بحث کے دوران زوردار تھپڑ رسید کیا۔

87168

وہ بڑے ہی حسرت کے ساتھ کہتا تھا۔

کاش کہ میں رسمی علوم کے ماہرین سے اس قدر اختلافات نہ سنتا اور تفاسیر واحادیث کے اختلافات مجھے حیرانی میں نہ ڈالتے۔ اس طرح اس کے دل سے مذہب کی اہمیت بالکل ختم ہو گئی۔ ۱۵۷۹ء میں ایک محضر نامہ جاری کرایا جس کا مرتب مُلا مبارک ناگوری تھا۔ محضر نامہ کی یہ عبارت خاص اہمیت رکھتی ہے۔

"مرتبۂ سلطانِ عادل عند اللہ زیادہ از مرتبہ مجتہد است" سلطانِ عادل کا مرتبہ اللہ کے نزدیک ایک مجتہد کے مرتبہ سے فزوں ہے۔

یہ عبارت بظاہر بڑی سادہ معلوم ہوتی ہے لیکن سوال یہ اٹھتا ہے۔

Marfat.com

کہ آخر کسی جاہل بادشاہ کو اجتہاد کا حق کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔

طوالت کے خوف سے ہم اس وقت کے معتقدات کا اجمال پیش کر رہے ہیں۔ ائمہ مجتہدین تنقیدات کا نشانہ بنے۔ ان کی شان میں تنقیص کے الفاظ استعمال کئے گئے۔ معراج مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا صراحۃً انکار کیا گیا۔ مذہب اسلام کے موجد عرب کے جاہل اور مفلس بدو قرار دیئے گئے جو سب کے سب راہزن اور مفسد تھے وہ نبوت، مسئلہ کلام، دیدار الٰہی، انسان کا مکلف ہونا، عالم کی تکوین، حشر و نشر، قرآن کے تواتر اور کلام الٰہی ہونے پر شک کرتا، بدن کے فنا ہو جانے کے بعد روح کے باقی رہنے سے منکر تھا۔ ثواب و عقاب کو محال سمجھتا تھا۔ البتہ تناسخ (آواگون) کے طور پر عذاب و عقاب کا قائل تھا۔ رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے غلط اور بے بنیاد الزامات تراشتا۔

دیوان خانہ میں علانیہ نماز نہیں پڑھی جا سکتی تھی آفتاب کی دن اور رات میں چار بار پرستش ضروری تھی۔ جس کے اوقات صبح و شام دوپہر، آدھی رات تھے۔ سُور اور کتے کے ناپاک ہونے کا مسئلہ منسوخ کر دیا گیا تھا۔ شاہی محل کے نیچے یہ دونوں جانور تھے۔ بادشاہ ان کا دیکھنا عبادت خیال کرتا تھا۔ العیاذ باللہ (خدا کی پناہ)

ترویج علم حدیث

ہندوستان کی سرزمین میں بہت سے علماء و فضلا پیدا ہوئے اور سب نے حتی المقدور دین متین کی خدمت کی۔

لیکن گیارہویں صدی ہجری میں جب کہ شمالی ہندوستان میں علم حدیث کا تقریباً خاتمہ ہو چکا تھا۔ آپ نے علم حدیث کی شمع روشن کی اور مختلف علوم و فنون میں تحقیقی کتابیں تصنیف فرمائیں جن کی تعداد تریسٹھ ۶۳ تک پہنچتی ہے۔ آپ کے علم و فضل کا اعتراف دارا شکوہ نے اس طرح کیا ہے۔

"آپ اپنے وقت کے محدثین کے امام ہیں۔"

Marfat.com

خافی خاں اس طرح رقمطراز ہیں۔

"درکمالات صوری ومعنوی و تحصیل علوم عقلی ونقلی خصوصاً تفسیر وحدیث درتمام ہندوستان ثانی نہ داشت۔"

(منتخب اللباب ص ۵۵۱)

صوری ومعنوی کمالات اورعلوم عقلی و نقلی خاص طور سے تفسیر وحدیث میں پورے ہندوستان میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔

آپ کو معلوم تھا کہ ایسے ناگفتہ بہ اور پُرآشوب حالات میں حدیث ہی لوگوں کو صحیح راہ دکھا سکتی ہے، اسی لیے آپ نے کتب احادیث کو نصاب کا لازمی جزو قرار دیا اپنے مدرسہ میں احادیث کا باقاعدہ درس دیا اس وقت ہندوستان میں فارسی زبان کا رواج تھا۔ آپ کو عربی عبارات کے فارسی میں منتقل کرنے پر زبردست قدرت حاصل تھی۔ آپ نے عوام کی سہولتوں کے پیش نظر فارسی میں احادیث کا ترجمہ کیا۔ مشکوٰۃ شریف سے آپ کو خصوصی لگاؤ تھا۔ اس کے چند وجوہ ہیں۔ (۱) مشکوٰۃ شریف ترتیب وتبویب کے اعتبار سے اچھی اور جامع ہے۔ (۲) اس میں صحیحین (بخاری شریف، مسلم شریف) کی احادیث شامل ہیں۔ (۳) صرف صحابی اور کتاب کا نام ہے جس سے قاری کی توجہ فوراً احادیث کی طرف منعطف ہو جاتی ہے۔

گیارہویں صدی ہجری میں علماء نے فلسفہ اور علم کلام کو کافی اہمیت دے رکھی تھی۔ قرآن واحادیث کو ثانوی درجہ حاصل تھا۔ اگر قرآن وحدیث کی طرف توجہ کی جاتی تو محض ہوائے نفس اور اپنے اغراض ومقاصد کی بنیاد پر۔ ان حالات میں شیخ محقق نے جہاں اس کے خلاف علم جہاد بلند کیا وہیں لوگوں کو اس کے مضرات سے بھی آگاہ کیا۔

شیخ محدث نے اعلان کیا کہ علم وہ ہے جو دین وملت کی بقا اور تقویت کا سبب ہو۔ ایک مکتوب میں یہ شعر۔

علم دیں فقہ است و تفسیر وحدیث
ہر کہ خواند غیر ایں گردد خبیث

69668

Marfat.com

کہ قرآن و حدیث اور نحو و صرف کے مطالعہ کی ترغیب دیتے ہیں کسبِ معاش کے لیے زراعت، تجارت، معماری وغیرہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

آپ نے اس وقت کے مُروّج نصابِ تعلیم کی تبدیلی کے لیے جو سعیٔ بلیغ اور جہدِ پیہم کی تھی سب سے پہلے اس پر خود عمل پیرا ہوئے۔

آپ نے بارہا علوم دینیہ اور فلسفہ سے مقابلہ و موازنہ کیا ہے اور عقل کے حدود سمجھائے ہیں اور بتایا ہے کہ۔

"خوض در فلسفیات و اشتغال بداں حرام داند و از غلو در مباحثات و دلائلِ کلامیہ اجتناب نماید و تفصیل از قیل و قالِ اہلِ بحث و جدل نیفتد۔"

فلسفی عقائد و مباحث میں انہماک و مشغولیت حرام جانے۔ کلامی دلائل و مباحث میں بھی غلو سے پرہیز کرے اور بحث و جدال والوں کے قیل و قال کی تفصیل میں نہ پڑے۔

فقہِ اسلامی اور حدیث میں تطبیق

آپ نے نصف صدی تک جس دلسوزی اور انہماک سے فقہ و احادیث میں تطبیق کی کوشش فرمائی وہ یہی بتانے کے لیے کہ فقہِ اسلامی کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے اور اسے اسلام کا ایک جزء سمجھنا چاہئیے اس لیے کہ اس کی بنیاد قرآن و احادیث پر قائم ہے۔

فقہِ حنفی پر یہ اعتراض کہ وہ قیاس اور رائے پر قائم ہے۔ درست نہیں بلکہ یہ قرآن و حدیث کے محکم اصولوں پر قائم ہے۔ یہ عقل و فہم سے قریب تر ہے۔

آپ کے نزدیک فقہ و تصوف کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس میں تفریق گمراہ کن ہے۔ آپ حقیقی تصوف کی خوب حمایت کرتے تھے۔ ائمہ اسلام اور صوفیاء کی انتہائی تعظیم کرتے تھے۔ آپ جس طرح حقیقی تصوف کی پُر زور حمایت کرتے تھے اسی طرح ان صوفیاء کا رد بھی ضروری سمجھتے تھے جو شریعت و طریقت کو دو مختلف طریقے خیال کرتے تھے۔ ان کا

Marfat.com

اعتقاد تھا کہ کُلُّ حَقِیْقَۃٍ رَدَّتْہَا الشَّرِیْعَۃُ فَہِیَ زَنْدَقَۃٌ۔ جس حقیقت کو شریعت رد کر دے وہ زندقہ (بے دینی) ہے آپ کا کہنا ہے۔

بنائے طریقت ما بر کتاب و سنت است و ہر چہ مخالف
کتاب و سنت است و خارج از آنست مردود و باطل است

ہماری طریقت کی بنیاد کتاب و سنت پر ہے اور جو کچھ کتاب و سنت کے مخالف ہے اور اس سے باہر ہے۔ باطل و مردود ہے۔

تصانیف

آپ کی تصنیفات کی تعداد ساٹھ سے زائد ہے۔ جو فن و موضوع کے اعتبار سے مندرجہ ذیل عنوانات پر تقسیم کی جا سکتی ہیں۔

۱۔ تفسیر ۲۔ تجوید ۳۔ حدیث ۴۔ عقائد ۵۔ فقہ ۶۔ تصوف ۷۔ اخلاق ۸۔ عملیات ۹۔ فلسفہ و منطق ۱۰۔ تاریخ ۱۱۔ نحو ۱۲۔ سوانح ۱۳۔ سیر ۱۴۔ مکاتیب ۱۵۔ خطبات۔

اگلے صفحات پر ان کی تصانیف کا ایک اجمالی نقشہ ملاحظہ کریں!

Marfat.com

نقشہ تصانیف

نمبر شمار	فن موضوع	نام	زبان	کیفیت
۱	تفسیر	تعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی	عربی	غیر مطبوعہ
۲	〃	شرح صدور تفسیر آیت نور	عربی و فارسی	〃
۳	〃	تحصیل الغنائم والبرکات تفسیر سورۃ والعادیات	عربی	〃
۴	حدیث	جمع الاحادیث الاربعین فی ابواب علوم الدین	عربی	غیر مطبوعہ
۵	〃	لمعات التنقیح فی شرح مشکوۃ المصابیح	〃	مکتبہ المعارف العلمیہ لاہور سے ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۲ء میں پہلی بار شائع ہوئی
۶	〃	اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوۃ	فارسی	مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
۷	〃	جامع البرکات منتخب شرح مشکوۃ	〃	غیر مطبوعہ
۸	〃	ترجمۃ الاحادیث الاربعین فی نصیحۃ الملوک والسلاطین	〃	〃
۹	〃	ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ	عربی	مطبوعہ مولانا غلام معین صاحب علیہ الرحمہ کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے
		〃 〃		
۱۰	〃	رسالہ شب برات	فارسی	غیر مطبوعہ
۱۱	〃	رسالہ اقسام حدیث	عربی	〃
۱۲	〃	اسماء الرجال والرواۃ المذکورین فی کتاب المشکوۃ	〃	〃

Marfat.com

نمبر شمار	فن موضوع	نام	زبان	کیفیت
۱۳	حدیث	الاکمال فی اسماء الرجال	عربی	غیر مطبوعہ
۱۴	عقائد	تکمیل الایمان وتقویۃ الایقان	فارسی	مطبوعہ، اُردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا
۱۵	فقہ	فتح المنان فی تائید مذہب النعمان	عربی	غیر مطبوعہ
۱۶	〃	ہدایۃ الناسک الی طرق المناسک	فارسی،عربی	〃
۱۷	تصوف	تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف	عربی	غیر مطبوعہ
۱۸	〃	توصیل المرید الی المراد ببیان الاحزاب والاوراد	عربی،فارسی	مطبوعہ
۱۹	〃	تنبیہ العارف بما وقع فی العوارف	عربی	غیر مطبوعہ
۲۰	〃	جواب لبعض کلمات شیخ احمد سرہندی	فارسی	مطبوعہ
۲۱	〃	رسالہ وجودیہ	عربی،فارسی	غیر مطبوعہ
۲۲	〃	رسالہ صلوۃ الاسرار	فارسی	〃
۲۳	〃	نکات الحق والحقیقۃ	فارسی	مطبوعہ
۲۴	〃	نکات العشق والمحبۃ	فارسی	غیر مطبوعہ
۲۵	〃	مرج البحرین	فارسی	مطبوعہ، اردو ترجمہ بھی شائع ہوا
۲۶	〃	انتخاب مثنوی المولوی المعنوی	فارسی	غیر مطبوعہ
۲۷	〃		فارسی	〃
۲۸	〃	شرح فتوح الغیب	فارسی	مطبوعہ
۲۹	اخلاق	آداب الصالحین	فارسی	مطبوعہ۔ اردو ترجمہ بھی شائع ہوا
۳۰	〃	آداب اللباس	فارسی	〃
۳۱	〃	آداب المطالعۃ والمناظرۃ (مثنوی)	〃	غیر مطبوعہ

Marfat.com

ر	فن و موضوع	نام	زبان	کیفیت
	اخلاق	تسلیۃ المصاب لنیل الاجر والثواب	فارسی	غیر مطبوعہ
۳	اعمال	ترغیب اہل السعادات الی تکثیر الصلوٰۃ علی سید الکائنات	فارسی	〃
۳۴	〃	رسالۂ وظائف	عربی فارسی	〃
۳۵	〃	رسالہ عقد انامل	فارسی	〃
۳۶	〃	المطلب الاعلیٰ فی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ	عربی فارسی	〃
۳۷	〃	اجوبۃ اثنا عشر فی توجیہ الصلوٰۃ علی سید البشر	عربی	〃
۳۸	تاریخ	جذب القلوب الی دیار المحبوب	فارسی	مطبوعہ۔ اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا
۳۹	〃	رسالہ نورانیہ سلطانیہ	عربی فارسی	غیر مطبوعہ
۴۰	〃	ذکرلوک زتاریخ سلطاطین ہند،	فارسی	〃
۴۱	سیر و تذکرہ	مدارج النبوۃ 〃 〃 〃 〃	فارسی	مطبوعہ، مکتبہ رضویہ سکھر، مولانا غلام معین نعیمی کا اردو ترجمہ مدینہ پبلشنگ کراچی کی طرف سے شائع ہو چکا۔
۴۲	〃	مطلع الانوار البہیہ فی الحلیۃ النبویہ	عربی فارسی	غیر مطبوعہ
۴۳	〃	احوال ائمہ اثنا عشر خلاصۃ اولاد سید البشر	فارسی	〃
۴۴	〃	زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار 〃 〃	عربی	مطبوعہ، اسکا اردو ترجمہ مکتبہ نبویہ نے شائع کر دیا ہے۔
۴۵	〃	ترجمہ زبدۃ الآثار	فارسی	〃
۴۶	〃	اخبار الاخیار فی احوال الابرار	فارسی	مطبوعہ۔ ترجمہ بھی شائع ہو چکا

Marfat.com

نمبر شمار	فن و موضوع	نام	زبان	کیفیت
۴۷	سیر و تذکرہ	زاد المتقلین	فارسی	غیر مطبوعہ
۴۸	〃	الانوار الجلیہ	فارسی	〃
۴۹	نحو	حاشیہ الفوائد الضیائیہ للجامی	عربی	〃
۵۰	〃	الافکار الصافیۃ فی ترجمہ کتاب الکافیہ	فارسی	〃
۵۱	منطق	الدرۃ البہیۃ فی اختصار الرسالۃ الشمسیہ	عربی	مطبوعہ
۵۲	〃	شرح شمسیہ	عربی	غیر مطبوعہ
۵۳	علم حکمت	بناء المرفوع فی ترصیف مباحث الموضوع	عربی	〃
۵۴	ذاتی حالات	اجازۃ الحدیث فی القدیم و الحدیث	عربی	〃
۵۵	〃	اسماء الاستاذین	عربی	〃
۵۶	〃	وصیت نامہ	فارسی	〃
۵۷	〃	قرس التوالیف تالیف قلب الالیف	فارسی عربی	〃
۵۸	مکتوبات	صحیفۃ المودت	فارسی	〃
۵۹	〃	کتاب المکاتب و الرسائل	فارسی	مطبوعہ
۶۰	خطبات	فصول الخطب	عربی فارسی	〃
۶۱	دیوان	حسن الاشعار فی جمع الاشعار	فارسی	غیر مطبوعہ و نایاب
۶۲	〃	تحقیق الاشارہ الی البشارۃ	فارسی	مطبوعہ
۶۳	حدیث	شرح سفر السعادۃ	فارسی	مطبوعہ
۶۴	〃	〃	فارسی	ترجمہ زیر طبع

Marfat.com

نظریات

شیخ محقق علیہ الرحمہ کی تصنیفات سے ان کا فکری موقف بخوبی واضح ہے۔خاص بیان عقائد میں انہوں نے "تکمیل الایمان وتقویۃ الایقان" نامی کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ دورِ اکبری کے پُر فتن ماحول میں شیخ نے اہل اسلام کو عقائدِ حقہ کی روشنی دکھا کر ان کے ثبات واستقلال کا سامان فراہم کیا اور ہر اس نظریئے پر تیشے چلائے جو اسلام وایمان کی روح سے متصادم ہو۔

اگلے صفحات میں ہم شیخ کی متعدد تصنیفات سے ان کے عقائد ونظریات پیش کر رہے ہیں۔ جس سے واضح ہو گا کہ شیخ کا مسلک، عقائد اہلِ سنت کے بالکل مطابق ہے۔ البتہ وہ لوگ اپنے افکار ونظریات کا منصفانہ جائزہ لیں جو شیخ کو اپنا امام وپیشوا تسلیم کرنے کے باوجود قدم قدم پر عقیدۃً ان سے متصادم ہیں۔

علمِ غیب اور علمِ ماکان ومایکون

حدیث پاک فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی شرح فرماتے ہوئے شیخ اشعۃ اللمعات میں رقمطراز ہیں۔

پس دانستم ہرچہ در آسمانہا وہرچہ در زمین بود۔ عبارت است از حصول تمامہ علوم جزئی وکلی واحاطۂ آں

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہو گیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ تمام جزوی وکلی علوم حضور کو حاصل ہو گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کا احاطہ فرمایا۔ اسی حدیث کی شرح کے اخیر میں فرمایا۔

پس ازاں دانست عالم را وحقائق آنہا۔ (ص ۳۳۳ ج ۱ نولکشوری)

تو اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم اور عالم کے تمام حقائق کو جانا۔

Marfat.com

اشعۃ اللمعات میں دوسری جگہ رقمطراز ہیں۔

یعنی احوالِ مبدا و معاد از اول تا آخر ہمہ را بیان کرد (ج ۴ صفحہ ۴۲۴)

یعنی ابتدائے آفرینش اور آخرت کے حالات اول سے آخر تک تمام بیان کر دیے

حدیثِ حذیفہ فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیمۃ کی شرح میں فرماتے ہیں۔

پس خبر داد مارا بہر چیزیکہ پیدا شوندہ است از حوادث و وقائع و عجائب و غرائب تا روزِ قیامت (اشعۃ اللمعات ج ۴ صفحہ ۵۹۰)

تو حضور نے ہمیں ہر اس چیز کی خبر دی جو قیامت تک پیدا ہونے والی ہے۔ حوادث و واقعات عجائب و غرائب سب بتادیئے۔

مدارج النبوۃ شریف جلد اول کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وھو بکل شئی علیم، و وے صلی اللہ علیہ وسلم دانا است برہمہ چیز از شیونات الٰہی و احکام و صفاتِ حق و اسما و افعال و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن و مصداقِ وفوق کل ذی علم علیم شدہ، علیہ من الصلوٰۃ افضلھا و من التحیات اتمھا و اکملھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام چیزوں کے جاننے والے ہیں۔ انہوں نے خدائے پاک کی ثنا میں اس کے احکام حق تعالیٰ کے صفات اور افعال سارے ظاہری و باطنی اول و آخر کے علوم کا احاطہ فرمالیا ہے۔ اور وَفَوْقَ کُلِّ ذِی عِلْمٍ عَلِیْم کے مصداق ہوگئے ہیں۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

اسی مدارج النبوۃ باب پنجم در ذکر فضائل آنحضرت میں ارقام فرماتے ہیں۔

وہرچہ در دنیا است از زمانِ آدم (علیہ السلام) تا نفخہ اولیٰ بروے علیہ السلام منکشف ساختند تا ہمہ احوال اورا از اول تا آخر معلوم کردد، و یارانِ

زمانۂ آدم سے قیامت تک جو کچھ دنیا میں ہے۔ سب حضور علیہ السلام پر ظاہر فرمادیئے تاکہ اول سے آخر تک تمام حالات آپ کو معلوم ہوجائیں اور حضور علیہ السلام نے

Marfat.com

وراز بعضے احوال خبر داد۔ بعض حالات کی خبر اپنے صحابہ کو بھی دی۔

ان تمام عبارتوں سے عیاں ہے کہ علم غیب رسول علیہ التحیۃ والثناء کے بارے میں شیخ کا یہی مسلک تھا کہ تمام علوم اولین و آخرین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھے۔ اور از ابتدا تا قیامِ قیامت سارے جزئیات وکلیات کا علم حضور کو عطا فرمایا گیا۔ ہم اسی کو جمیع ماکان و مایکون کے علم سے تعبیر کرتے ہیں۔

اختیار و تصرف

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت شیخ مدارج النبوۃ میں رقمطراز ہیں۔

وازاں جملہ آنست کہ دادہ شدہ آں حضرت را صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح خزائن وسپردہ شد بوے وظاہرش آنست کہ خزائن ملوکِ فارش وروم ہمہ بدستِ صحابہ افتادہ وباطنش آں کہ مراد خزائنِ اجناسِ عالم است کہ رزقِ ہمہ درکفِ اقتدارِ وے سپرد، وقوت تربیت ظاہر وباطن ہمہ بودے (مدارج النبوۃ ج ا ص۱۳۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خزانوں کی کنجیاں دی گئیں اور خزانے ان کو سپرد کر دیئے گئے اس کا ظاہر تو یہ ہے کہ شاہانِ فارس وروم کے سارے خزانے صحابہ کے ہاتھ میں آئے اور باطن یہ ہے کہ اجناسِ عالم کے خزانے مراد ہیں کہ سب کے رزق ان کے دستِ قدرت و اختیار میں دے دیئے گئے اور انہیں ظاہر و باطن سب کی تربیت کی قوت حاصل تھی۔

صحیح مسلم شریف، سنن ابی داود، سنن ابن ماجہ اور معجم کبیر طبرانی کی حدیث جس میں ہے کہ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور نے فرمایا یا سَلْ مانگ اور حضرت ربیعہ نے عرض کیا کہ حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ سرکار نے فرمایا کچھ اور ؟ حضرت ربیعہ نے عرض کیا۔ میری مراد تو صرف یہی ہے اس کی شرح میں شیخ رقمطراز ہیں۔

Marfat.com

از اطلاقِ سوال کہ فرمود سَل بخواہ تخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم می شود کہ کارہمہ بدست ہمت وکرامت اُوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ہرچہ خواہد ہر کرا خواہد باذنِ پروردگار خود بدید۔

فان من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم

اگر خیریت دنیا وعقبیٰ آرزو داری بدرگاہش بیاد ہرچہ می خواہی تمنا کن

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۳۹۶)

سوال کو مطلق فرمانے سے کہ فرمایا "مانگ لو" کسی خاص چیز سے مقید نہ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ سارا معاملہ حضور ہی کے کریمانہ ہاتھوں میں ہے جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دے دیں۔ کیونکہ دُنیا اور اس کی شادابی آپ ہی کی سخاوت سے ہے۔ اور لوح وقلم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے اگر دنیا وآخرت کی خیر چاہتے ہو تو ان کے آستانے پر آؤ اور جو چاہو مانگ لو۔

احکامِ تشریعیہ حضور کے اختیار میں ہیں جس کے لیے جو حکم چاہیں جاری کردیں۔

اس بارے میں حضرت شیخ فرماتے ہیں۔

وازاں جملہ آنست کہ آنحضرت تخصیص می کرد ہر کہ را بہرچہ می خواست از احکام این جا دو قول است یکے آنکہ احکام مفوض بود بوے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہرچہ خواہد حکم کند دوم آنکہ بہر حکمے وحی خدا می شد چنانکہ تخصیص کرد خزیمہ بن ثابت را بآنکہ شہادتِ وے حکمِ دو شہادت دارد

(مدارج النبوۃ ج ۱)

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

ان اختیارات سے یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام جس کے لیے جو حکم چاہتے خاص فرما دیتے یہاں دو قول ہیں ایک یہ کہ احکام حضور کے سپرد تھے جو چاہیں حکم فرمائیں دوسرا یہ کہ ہر حکم سے تعلق وحی ہوتی اس مسئلہ کی نظیر یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت خزیمہ بن ثابت کی ایک شہادت دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دی۔

Marfat.com

وشارع رامی رسد کہ تخصیص کند ہر کرا خواہد بہر چہ خواہد۔ (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۵۶)

شارع علیہ السلام کو یہ حق حاصل ہے کہ جس کے لیے جو حکم چاہیں خاص کر دیں۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیارِ کل سے متعلق شیخ کی وہ عبارت بہت جامع ہے جو شرح مشکوٰۃ شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

ملک وملکوت جن وانس وتمامۂ عوالم بتقدیر وتصرف الٰہی عز وعلا، در حیطۂ قدرت وتصرف وے بود صلی اللہ علیہ وسلم (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۳۳۷ مطبع کلکتہ)

جن وانس کے تمام ملک وحکومت، اور سارے جہان خداوندِ قدوس کی عطا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدرت وتصرف میں ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم اختیارات اور بعطائے الٰہی سارے جہان ان کے زیرِ نگیں ہونے کے بارے میں شیخ کی متذکرہ بالا عبارتیں اتنی نمایاں اور روشن ہیں کہ مزید کسی وضاحت کی کوئی حاجت ہی نہیں۔

سرکار کا حاضر وناظر ہونا

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام کاروبارِ عالم پر ہمہ وقت ناظر وباخبر ہیں اور ان کو یہ قوت حاصل ہے کہ قبر شریف سے تعلق رکھتے ہوئے جہاں چاہیں تشریف ارزانی فرما سکتے ہیں۔ اس نظریہ پر شیخ کی تحریریں ملاحظہ فرمائیں۔

مدارج النبوۃ جلد دوم قسم چہارم وصل حیاتِ انبیا میں رقم طراز ہیں۔

اگر بعد ازاں گویند کہ حق تعالیٰ جسد شریف را حالتے وقدرتے بخشیدہ است کہ در ہر مکانے کہ خواہد تشریف بخشد۔ خواہ بعینہ، خواہ بمثال، خواہ بر آسمان، خواہ برزمین، خواہ در قبر یا غیر وے۔ صورتے دارد۔

اس کے بعد اگر کہیں کہ رب تعالیٰ نے حضور کے جسم پاک کو ایسی حالت وقدرت بخشی ہے کہ جس جگہ چاہیں تشریف لے جائیں، خواہ بعینہ اس جسم سے خواہ جسمِ مثالی سے خواہ آسمان پر خواہ زمین پر، خواہ قبر میں یا اور

باوجود نسبتِ خاص بقبر در ہمہ حال
(ج ۲ ص۴۵)

کہیں، تو درست ہے قبر سے ہر حال میں
خاص نسبت رہتی ہے۔

جامع البرکات میں فرماتے ہیں۔

وے علیہ السلام بر احوال و اعمال امت
مطلع است بر مقربان و خاصانِ درگاہ
خود مفیض و حاضر و ناظر است۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت کے
احوال و اعمال پر مطلع ہیں اور خاصانِ بارگاہ
کو فیض پہنچانے والے اور حاضر و ناظر ہیں۔

مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں۔

ذکر کن اورا، و درود بفرست بر وے
علیہ السلام و باش در حال ذکر، گویا حاضر است
پیشِ تو در حالتِ حیات و می بینی تو اورا
متادب با جلال و تعظیم و ہیبت و حیا و بدانکہ
وے علیہ السلام می بیند و می شنود کلامِ
ترا، زیراکہ وے علیہ السلام متصف است
بصفاتِ الہیہ، ویکے از صفاتِ الٰہی آں
است کہ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرو اور ان پر
درود بھیجو اور حالتِ ذکر میں ایسے رہو کہ
حضور حالتِ حیات میں تمہارے سامنے
ہیں اور تم ان کو دیکھتے ہو ادب اجلال اور
تعظیم و ہیبت و حیا سے رہو اور جانو کہ
حضور علیہ السلام تمہیں دیکھتے اور تمہارے
کلام کو سنتے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام
صفاتِ الٰہی سے موصوف ہیں اور اللہ کی
ایک صفت یہ ہے کہ میں اپنے ذاکر کا ہمنشین ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا
النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ کی شرح فرماتے ہیں۔

و بعضے از عرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب
بجہت سریانِ حقیقت محمدیہ است
در ذرائر موجودات و افرادِ ممکنات،

اور بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب
یعنی التحیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہہ کر

Marfat.com

پس آنحضرت در ذاتِ مصلیان موجود و حاضر است۔ پس مصلیٰ را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود، تا با نوارِ قرب و اسرارِ معرفت متنور و فائز گردد (اشعۃ اللمعات ج ا)

سلام عرض کرنا اس وجہ سے ہے کہ حقیقتِ محمدیہ موجوداتِ کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازیوں کی ذاتوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ تو چاہیئے کہ نمازی اس نکتے سے باخبر اور آگاہ رہے تاکہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے فیضیاب ہو۔

یہ عبارتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر، احوالِ عالم سے باخبر اور قرب سے نسبت باقی رکھتے ہوئے ہر جگہ تشریف ارزاں ہونے کے بارے میں شیخ کا سخت اور مستحکم فکری موقف نمایاں طور پر بتا رہی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے سے اہلِ سنت کی وہی مراد ہے جو شیخ کی توضیحات سے ظاہر ہے۔

حیاتِ انبیاء و اولیاء

بدانکہ حیاتِ انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین متفق علیہ است میانِ علماء ملت و ہیچ کس را اختلاف نیست دراں کہ آں کامل تر و قوی تر از وجود حیاتِ شہداء و مقاتلین فی سبیل اللہ است کہ آں معنوی اخروی است و حیاتِ انبیاء حیاتِ حسی دنیاوی است و احادیث و آثار دراں واقع شدہ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۵)

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات و زندگی کا ثبوت علماءِ امت کا اجتماعی مسئلہ ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اس لیے کہ انبیاء کی زندگی شہدا اور مجاہدین کی زندگی سے زیادہ کامل اور قوی ہے ان کی زندگی تو معنوی اور اخروی ہے مگر انبیاء کی زندگی حسی اور دنیاوی زندگی ہے۔ اس بارے میں احادیث و آثار وارد ہیں۔

شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اولیائے خدا نقل کردہ شدند ازیں دارِ
فانی بہ دارِ بقا و زندہ اند نزد پروردگار
خود و مرزوق اند و خوش حال اند و مردم را
ازاں شعور نیست (اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۲۱۴)

اولیاء اللہ اس دارِ فانی سے دارِ بقا میں
منتقل ہو گئے ہیں، اپنے پروردگار کے یہاں
زندہ، رزق یافتہ اور خوش حال ہیں،
لوگوں کو اس کا احساس و شعور نہیں۔

اپنے رسالہ میں رقمطراز ہیں۔

باچندیں اختلاف و کثرتِ مذاہب
کہ در علماءِ امت است یک کس را دریں
مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت علیہ السلام
بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم
تاویل، دائم و باقی است و بر اعمالِ امت
حاضر و ناظر است و بر طالبانِ حقیقت و
متوجہانِ آنحضرت را مفیض و مربی

علماءِ امت میں تمام تر اختلافات اور کثرتِ
مذاہب کے باوجود، اس مسئلہ میں کسی کا کوئی
اختلاف نہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام
کسی مجاز کے شائبہ اور احتمالِ تاویل کے
بغیر حقیقی زندگی کے ساتھ دائم و باقی اور
اعمالِ امت پر حاضر و ناظر ہیں طالبانِ حقیقت
اور اہلِ توجہ کے لیے فیض رساں اور تربیت
کناں بھی۔ سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل برحاشیہ اخبار الاخیار ص ۱۵۵)

حضور غوثِ اعظم کی تصنیف فتوح الغیب کی شرح میں فرماتے ہیں۔

اما انبیاء علیہم السلام بحیاتِ حقیقی دنیاوی
حی و باقی و متصرف اند درینجا سخن نیست
(شرح فتوح الغیب ص ۳۳۳)

انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے حقیقی دنیاوی
زندگی کے ساتھ زندہ باقی اور متصرف ہونے
میں کلام نہیں ہے۔

مُردوں کا سُننا، دیکھنا اور ادراک کرنا

حدیث شریف "کسر عظم المیت ککسرہ حیا"، مردے کی ہڈی توڑنی
اور اسے ایذا دینی ایسی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنی، کے تحت امام ابو عمر ابن عبدالبر
سے مشکوۃ شریف کی شرح میں نقل فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ازیں جا مستفاد می گردد کہ میت متالم می گردد بتمام آں کہ متالم می گردد بداں حی. ولازم ایں است۔ کہ متلذذ گردد بتمام آنچہ متلذذ می شود بداں زندہ (اشعۃ اللمعات)

یہاں سے مستفاد ہوتا ہے کہ میت کو ان تمام چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے جن سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے اسے لازم ہے کہ مردہ کو ان تمام چیزوں سے لذت بھی حاصل ہو جن سے زندہ کو لذت حاصل ہوتی ہے۔

جذب القلوب میں فرماتے ہیں۔

تمام اہلسنت وجماعت اعتقاد دارند بہ ثبوت ادراکات مثل علم وسماع مر سائر اموات را (ص ۲۰۲ نولکشور)

تمام اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ سارے مردوں کے لیے ادراک جیسے جاننا سننا وغیرہ ثابت ہے۔

زیارتِ قبور

شیخ اموات کے لیے علم وادراک کے ساتھ زیارتِ قبور کے بھی قائل ہیں۔ فرماتے ہیں۔

زیارت گاہے از جہتِ ادائے حقِ اہلِ قبور باشد، در حدیث آمدہ مانوس ترین حالتے کہ میت را بود، در وقتیست کہ یکے از آشنایانِ او زیارت قبر او کند و احادیث دریں باب بسیار است (جذب القلوب ص ۲۱۳)

کبھی قبر والوں کے حق کی ادائیگی کے لیے زیارت کی جاتی ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ میت کے لیے سب سے زیادہ انسیت کی حالت وہ ہوتی ہے جب اس کے آشناؤں میں سے کوئی اس کی زیارت کو آتا ہے اور احادیث اس باب میں بہت ہیں۔

دوسری جگہ علامہ صدر الدین قونوی سے نقل فرماتے ہیں۔

درمیانِ قبور سائر مومنین وارواح

تمام مومنین کی قبروں اور ان کی روحوں

Marfat.com

ایشاں نسبت خاصے است مستمر کہ بداں زائراں رامی شناسند، وسلام بر ایشاں می کنند، بدلیلِ استحباب زیارت در جمیع اوقات (جذب القلوب صـ ۲۰۶)

درمیان ہمیشہ ایک خاص نسبت قائم رہتی ہے جس سے اپنے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے اور انہیں سلام کرتے ہیں ہمیشہ یہ نسبت قائم رہنے کی دلیل یہ ہے کہ زیارت تمام اوقات میں مستحب ہے۔

زیارتِ روضۂ انور

زیارتِ حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باجماعِ علماءِ دین قولاً و فعلاً از افضل سنن و اوکد مستحبات است (جذب القلوب صـ ۲۱۱)

حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت علماء دین کے قولی اور عملی اجماع سے سب سے افضل سنتوں اور سب سے مؤکد مستحبات سے ہے۔

سفرِ زیارت

داما اختیار سفر از برائے زیارتِ قبر شریف و شدِ رحال بقصدِ دریافت ایں سعادتِ عظمیٰ پس ہرگاہ کہ استحباب و فضیلت زیارت ثابت شد۔ مشروعیتِ سفر و استحباب او نیز لازم آمد از جہتِ عمومِ دلائل و افادہ او استوائے قرب و بعد را دراں (جذب القلوب صـ ۲۱۴)

رہا قبر شریف کی زیارت کے لیے سفر، اور اس عظیم سعادت کے ارادہ حصول سے شدِ رحال تو جب زیارت کا افضل و مستحب ہونا ثابت ہوگیا، سفر کا جائز و مستحب ہونا بھی لازم آیا۔ اس لیے کہ زیارت کے دلائل عام ہیں اور اس بات کا افادہ کر رہے ہیں کہ (زیارت کے جواز و استحباب میں) دور و نزدیک قرب و بعد سب برابر ہیں)

توسل و استعانت

و توسل بوے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجبِ قضائے حاجت و سبب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وسیلہ چاہنا حاجت پوری ہونے کا سبب اور مقصد میں کامیابی کا باعث ہے۔

Marfat.com

نجاح مرام است (جذب القلوب صـ۲۲۳)

وگفت آنحضرت بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی، دریں حدیث دلیل است بر توسل در ہر دو حالت، نسبت، بآنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم در حالتِ حیات و نسبت بانبیاء علیہم السلام بعد از وفات، وچوں توسل بانبیاء دیگر صلوات اللہ علیہم بعد از وفات جائز است بسیدِ انبیاء بطریق اولیٰ جائز باشد، بلکہ اگر بایں حدیث توسل باولیاء خدا۔ نیز بعد از وفاتِ ایشاں۔ قیاس کنند دور نیست مگر آں کہ دلیلے بر تخصیص حضراتِ رسل صلوات الرحمٰن علیہم اجمعین قائم شود، واین الدلیل؟ (جذب القلوب صـ۲۲۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے نبی کے اور ان انبیاء کے وسیلہ سے جو مجھ سے پہلے ہیں اس حدیث سے حیات اور بعدِ وفات دونوں حالتوں میں وسیلہ چاہنے کا ثبوت ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام کی بہ نسبت زندگی میں اور دیگر انبیاءؑ کی بہ نسبت بعد وفات۔ اور جب دیگر انبیاء علیہم السلام سے بعدِ وفات توسل جائز ہوا تو سیدِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعدِ وفات توسل بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا بلکہ بعید نہیں اگر اس حدیث پر اولیاء سے انکی وفات کے بعد بھی وسیلہ چاہنے کو قیاس کرلیں اس لیے کہ پیغمبرانِ عظام علیہم السلام کی تخصیص نہیں اگر دلیلِ تخصیص ہو تو البتہ۔

مگر دلیل کہاں؟

شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

امام غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوے در حیات، استمداد کردہ می شود بوے بعد از وفات۔

حجۃ الاسلام امامِ غزالی کا فرمان ہے کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جائے اس سے بعدِ وفات بھی مدد مانگی جائیگی۔

یکے از مشائخِ عظام گفتہ دیدم چہار کس را از مشائخ تصرف می کنند در قبور خود

ایک عظیم بزرگ نے فرمایا۔ میں نے چار مشائخ کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں تصرف کرتے ہیں۔

Marfat.com

مانند تصرفہائے ثناں درحیاتِ خود یا بیشتر شیخ معروف وعبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ودوکس دیگر را از اولیاء شمردہ۔ ومقصود حصر نیست آنچہ خود دیدہ یافتہ گفتہ است۔

جیسے اپنی زندگی میں تصرف کیا کرتے تھے یا اس سے زیادہ (۱) شیخ معروف کرخی (۲) غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور دو ولیوں (۳) شیخ عقیل بسہی (۴) شیخ ابن قیس۔

حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شمار کرایا اور حصر مقصود نہیں بلکہ جو کچھ خود دیکھا اور پایا بنایا۔

سیّدی احمد بن مرزوق کہ از اعاظمِ فقہاء وعلماء ومشائخ دیارِ مغرب است گفت روزے شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید امدادِ حی قوی است یا امدادِ میت قوی است۔ من گفتم می گویند کہ امدادِ حی قوی تر است ومن می گویم کہ امدادِ میت قوی تر است پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وے در بساطِ حق است ودر حضرت اوست۔
(اشعۃ اللمعات ج ا باب زیارۃ القبور ص ۱۵ او ۱۷۱)

سیّدی احمد بن مرزوق جو دیارِ مغرب کے اکابرِ فقہاء وعلماء ومشائخ سے ہیں انہوں نے فرمایا شیخ ابوالعباس حضرمی نے ایک دن مجھ سے پوچھا۔ زندہ کی امداد قوی ہے یا مردہ کی؟ میں نے کہا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زندہ کی قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ وفات یافتہ کی مدد زیادہ قوی ہے۔ شیخ نے فرمایا ہاں اس لیے کہ وہ خدا کے دربار اور اس کی بارگاہ میں ہے۔

جامع البرکات میں فرماتے ہیں۔

اولیاء را کرامات وتصرفات در اکوان حاصل است۔

کائنات میں اولیاء کی کرامات اور انکے تصرفات ہوتے ہیں۔

اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

لیت شعری چہ می خواہند ایشاں باستمداد

آخر مدد مانگنے والے استمداد وامداد سے کون

Marfat.com

امداد کہ ایں فرقہ منکر نداں آں را۔ آں چہ ما
می فہمیم ازاں ایں است کہ داعی دعا کند
خدا را۔ و توسل کند بروحانیت ایں بندہ مقرب
یا ندا کند ایں بندہ مقرب را کہ اے بندہ
وولی وے شفاعت کن مراد بخواہ از خدا کہ
بدہد مسئول ومطلوب مرا۔ اگر ایں معنی موجب شرک
باشد چنانچہ منکر زعم می کند باید کہ منع کردہ
شود توسل وطلب دعا از دوستان خدا در حالت
حیات نیز۔ وایں مستحب ومستحسن است باتفاق
وشائع است در دین، وآنچہ مروی محکی
است از مشائخ اہل کشف در استمداد
از ارواح کمل واستفادہ ازاں خارج از حصر
است ومذکور است در کتب ورسائل
ایشاں ومشہور است میان ایشاں حاجت
نیست کہ آں را ذکر کنیم وشاید کہ منکر متعصب سود
نہ کند او را کلمات ایشاں عافانا اللہ من ذلک
کلام دریں مقام بحد اطناب کشید بررغم
منکراں کہ در قرب ایں زماں فرقہ پیدا شدہ
اند کہ منکر اند استمداد و استعانت را از
اولیائے خدا و متوجہاں بجناب ایشاں
را مشرک بخدا و عبدہ اصنام می دانند

ایسا معنی مراد لیتے ہیں کہ یہ فرقہ اس کا منکر ہے
اس سے ہم تو بس یہی سمجھتے ہیں کہ داعی خدا
سے دعا کرتا ہے اور اس بندۂ مقرب کو
وسیلہ بناتا یا اس کو پکارتا ہے کہ اے خدا کے بندے اور اس
کے ولی میرے لیے شفاعت کیجئے اور خدا سے دعا
کیجئے کہ میری مراد بر لائے اور میرا مطلوب عطا فرما
دے اگر یہ معنی شرک کا سبب ہے جیسا کہ منکر
گمان کرتا ہے تو چاہیے کہ زندگی میں بھی خدا
کے دوستوں سے توسل اور طلب دعا سے
روک دیں کیونکہ جو چیز شرک ہو گی حیات
وبعد وفات دونوں حالتوں میں شرک ہو گی،
حالانکہ یہ معنی بالاتفاق مستحب ومستحسن اور
دین میں رائج ہے۔ ارواح کاملین سے استمداد
اور استفادہ کے بارے میں اہل کشف بزرگوں
سے جو مشاہدہ کے واقعات مروی ہیں وہ حصر
سے باہر ان کے رسائل اور کتابوں میں مذکور
اور ان کے درمیان مشہور ہیں ہمیں ان کے
ذکر کی حاجت نہیں۔ شاید متعصب منکر کے
لیے ان کے کلمات بھی مفید نہ ہوں خدا ہمیں
اس سے عافیت میں رکھے اس جگہ کلام طول
واطناب کی حد کو پہنچ گیا۔ منکروں کی خاک

Marfat.com

دمی گویند آنچہ می گویند۔
(اشعۃ اللمعات ص۱۸۱ و ج ۳ ص۲۴۲ ملخصاً)

ایک فرقہ پیدا ہو گیا ہے جو اولیاء اللہ سے استمداد و استعانت کا منکر ہے اور اولیاء کی طرف توجہ کرنے والوں کو مشرک اور بت پرست سمجھتا ہے اور کہتا ہے جو کہتا ہے۔ آلود کرنے کے لیے۔ کیونکہ قریب زمانہ میں

اس آخری مضمون کو عربی میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

وانما اطنبنا الکلام فی ھذا المقام رغما لانف المنکرین فانہ قد حدث فی زماننا شرذمۃ ینکرون الاستمداد من الاولیاء ویقولون ما یقولون وما لھم علی ذلک من علم ان ھم الا یخرصون (لمعات)

ہم نے اس مقام میں کلام طویل کیا منکروں کی ناک خاک آلود کرنے کے لیے کیوں کہ ہمارے زمانے میں معدودے چند ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو حضرات اولیاء سے مدد مانگنے کے منکر ہیں اور کہتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں اور انہیں اس پر کچھ علم نہیں یوں ہی اپنے سے اٹکلیں دوڑاتے ہیں

شفاعت

یشفع یوم القیمۃ ثلثۃ الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء

روز قیامت تین گروہ شفاعت کرینگے انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔

شیخ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

تخصیص شفاعت بایں سہ گروہ بجہت زیادت فضل و کرامات ایشان است والا ہمہ اہل خیر از مسلمانان را ثابت ست و احادیث مشہورہ دریں باب وارد (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص۴۰۵)

ان تینوں گروہوں کی تخصیص ان کے زیادتِ فضل و کرامت کی وجہ سے ہے ورنہ مسلمانوں میں سے تمام اہل خیر کے لیے شفاعت ثابت ہے اور اس باب میں احادیث مشہورہ وارد ہیں۔

دوسری حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ازیں جا معلوم می شود کہ فاسقاں و

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ فاسقوں اور

Marfat.com

گناہگاراں اگر خدمتے و امدادے باہلِ طاعت و تقویٰ در دنیا کردہ باشند در آخرت نتیجہ آں بیابند و بامداد شفاعت ایشاں در بہشت در آیند۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۰۵)

گناہگاروں نے دنیا میں اہلِ طاعت وتقویٰ کی اگر کوئی خدمت وامداد کی ہے تو آخرت میں اس کا نتیجہ پائیں گے اور ان کی مددِ شفاعت سے بہشت میں داخل ہوں گے۔

اور فرماتے ہیں۔

وانکارِ شفاعت بدعت و ضلالت است چنانچہ خوارج و بعضِ معتزلہ بداں رفتہ اند (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۰۸)

شفاعت کا انکار بدمذہبی وگمراہی ہے جیسا کہ خوارج اور بعضِ معتزلہ اس کے منکر ہیں۔

محفل میلاد

ابولہب بولادت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرور کرد۔ در عذاب وے تخفیف کرد و روزِ دوشنبہ از وے عذاب برداشت چنانکہ در حدیث آمدہ است دریں جا سند است مراہلِ موالید را کہ در شبِ میلاد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرور کنند و بذلِ اموال نمایند۔ یعنی ابولہب کہ کافر بود چوں بسرورِ میلاد آنحضرت و بذلِ جاریہ وے بجہت آنحضرت جزا دادہ شد تا حال مسلمان کہ مملواست بمحبت و سرور و بذلِ مال در وے چہ باشد۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کے عوض ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوئی اور دوشنبہ کو اس سے عذاب اٹھالیا گیا۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ یہاں میلاد کرنے والوں کے لیے سند ودلیل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میلاد کی شب میں خوشی منائیں، اور مال خرچ کریں یعنی ابولہب جو کافر تھا جب حضور کی ولادت کی خوشی اور باندی آزاد کردینے کی اُسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے جزا دی گئی۔ تو مسلمان کا حال جو محبت ومسرت اور صرفِ مال سے بھرا ہوا ہے اس میں کیا ہوگا۔ (مدارج النبوہ دوم۔ وصل رضاعت)

دوستاں را کجا کنی محروم　　تو کہ با دشمناں نظر داری

Marfat.com

فاتحہ و ایصال ثواب

مستحب است کہ تصدق کردہ شود از میت بعد از رفتنِ او از عالم تا ہفت روز تصدق از میت نفع می کند اور را بے خلاف میان اہلِ علم وارد شدہ است دراں احادیثِ صحیحہ خصوصاً آب و بعضے از علماء گفتہ اند کہ نمی رسد بہ میت مگر صدقہ و دعا و در بعض روایات آمدہ است کہ روحِ میت می آید خانہ خود را شبِ جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کنند از وے یا نہ (اشعۃ اللمعات باب زیادۃ القبور ص ۷۱۶)

شرح مشکوۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

میت کے دنیا سے جانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب ہے میت کی طرف سے صدقہ کرنا اسے نفع پہنچاتا ہے۔ اس میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف نہیں اس بارے میں صحیح حدیثیں وارد ہیں خصوصاً پانی اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ میت کو صرف صدقہ اور دعا پہنچتی ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ میت کی روح جمعہ کی رات میں اپنے گھر آتی ہے اور منتظر رہتی ہے کہ اہلِ خانہ اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔

تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں۔

در دعا ہائے زندگاں مر مردہا را و صدقہ دادن بہ نیتِ ثواب ایشاں را نفع عظیم است مر مردہا را و احادیث و آثار دریں باب بسیار است (تکمیل الایمان ص ۷۶)

زندوں کے مردوں کے لیے دعا کرنے اور ان کے ثواب کی نیت سے صدقہ دینے میں مردوں کے لیے بڑا فائدہ ہے۔ اس باب میں آثار و احادیث بہت ہیں۔

عرس بزرگان

ما ثبت بالسنۃ میں فرماتے ہیں۔

ذکر بعض المتاخرین من مشائخ المغرب ان الیوم الذی وصلوا الی جناب العزۃ وحظائر

بعض متاخرین مشائخ مغرب نے فرمایا ہے کہ وہ دن جس میں اولیاء کرام بارگاہِ عزت اور حلقہائے قدس میں پہنچتے ہیں اس دن میں

Marfat.com

القدس یرجی فیہ من الخیر والبرکۃ و النورانیۃ اکثر و اوفر من سائر الایام وانما ھو من مستحسنات المتاخرین

تمام دنوں سے زیادہ خیر و برکت اور نورانیت کی امید ہے اور متاخرین ہی کے مستحسن بنائے اعمال سے تو ہے۔

(ماثبت بالسنۃ صـ۲۰)

عرس کی حقیقت یہی ہے کہ ولی کی تاریخ وفات میں اہل اسلام جمع ہو کر قرآن خوانی، صدقہ اور ایصال ثواب کریں اور صاحب قبر کے فیوض و برکات سے مستفید ہوں اس دن کی خصوصیت کی وجہ حضرت شیخ نے نقل فرمائی رہے منکرات اور محرمات شرعیہ تو وہ جس طرح اور تمام ایام و مقامات میں حرام ہیں یہاں بھی حرام ہوں گے۔ بزرگوں کے پاک اعراس کو ان سے خالی رکھنا بے حد ضروری ہے

مزارات پر قبے اور عمارت بنانا

فرماتے ہیں۔

در آخر زمان بجہت اقتصار نظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہد و مقابر مشائخ و عظماء دیدہ چیزہا افزودند تا آں جا ہیبت و شوکت اسلام و اہل صلاح پیدا آید خصوصاً در دیار ہند کہ اعدائے دین از ہنود و کفار بسیار اند، و ترویج و اعلاء شان ایں مقامات باعث رعب و انقیاد ایشاں است و بسیار اعمال و افعال و اوضاع کہ در زمان سلف مکروہ بودہ اند در آخر زمان از مستحسنات گشتہ (شرح سفر السعادۃ)

آخر زمانہ میں چونکہ عام لوگ محض ظاہر بین رہ گئے ہیں۔ مشائخ اور صلحاء کی قبروں پر عمارت بنانے میں مصلحت دیکھ کر کچھ چیزوں کا اضافہ کر دیا تاکہ وہاں مسلمانوں اور اولیاء اللہ کی ہیبت و شوکت ظاہر ہو۔ خصوصاً ہندوستان میں جہاں ہندو اور کفار بہت سے دشمنان دین ہیں۔ ان مقامات کی بلندی شان ظاہر کرنا کفار کے رعب اور اطاعت کا ذریعہ ہے اور بہت سے کام پہلے مکروہ تھے اور آخر زمانہ میں مستحب ہو گئے۔

Marfat.com

سرکار کا سایہ نہ تھا

ونبود مر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را سایہ نہ در آفتاب و نہ در قمر رواہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول وعجب است ازیں بزرگان کہ ذکر نہ کردند چراغ را و نور سے کہ از اسمائے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نور را سایہ نمی باشد (مدارج النبوۃ)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ اسے امام محمد بن علی حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں روایت کیا ہے اور تعجب ہے کہ ان بزرگوں نے چراغ کی روشنی میں سایہ نہ ہونے کا ذکر نہ کیا اور "نُور" حضور کے اسماء گرامی سے ایک نام ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

دور سے ندا کرنا

اپنے قصیدۂ نعتیہ میں عرض کرتے ہیں۔

خرابم در غم ہجر جمالت یا رسول اللہ
جمالِ خود نما رحمے بجان زار شیدا کن

یا رسول اللہ آپکے غمِ ہجر میں برباد ہوں ، اپنا جمال دکھائیں اس جان زار عاشق پر ذرا رحم فرمائیں

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما
بلطفِ خود سر و سامان جمع بے سر و پا کن

جیسے بھی ہو یا رسول اللہ! اپنے کرم سے نوازیں اپنی عنایت سے اس بے یار و مددگار کو سر و سامان بخشیں۔

معراجِ جسمانی

مدارج النبوۃ میں رقمطراز ہیں۔

صحیح آنست کہ وجود اسرار و معراج ہمہ در بیداری وبجسد بود، وجمہور علماء از صحابہ وتابعین و اتباع ومن بعدہم از محدثین وفقہاء ومتکلمین برین اند ومتواتر است بداں احادیثِ صحیحہ و اخبار صریحہ (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۵۷)

صحیح یہ ہے کہ سرکار کی سیر گرامی اور معراج سب بیداری میں اور جسم اطہر کے ساتھ تھی۔ صحابہ، تابعین ان کے بعد محدثین، فقہاء اور متکلمین کے جمہور علماء اسی مذہب پر ہیں۔ اس بارے میں صحیح اور صریح احادیث و اخبار وارد ہیں۔

رُویتِ باری تعالیٰ

رُویتِ حق

دیدارِ الٰہی دنیا میں بھی ممکن ہے مگر واقع

Marfat.com

سبحانہ تعالیٰ در دنیا نیز ممکن ست ولیکن واقع نیست بہ اتفاق الاحضرت سید المرسلین را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در شب معراج کہ آں واقع است (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۲۴)

نہیں ہے بالاتفاق ہاں حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شب معراج میں دیدار الہی واقع و ثابت ہے۔

اعلاء شان رسالت

شیخ کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ اکبری دور الحاد میں جب کہ شان رسالت کی بے حرمتی کی جارہی تھی اور اسلام کی عظمتیں پامال ہورہی تھیں۔ انہوں نے لوگوں کو مقام رسالت سے روشناس کیا اور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آداب وخصائص، اختیارات وتصرفات اور ان کی عظمتوں کو ایک دل سوز مند اور حق شناس قلم سے اپنی کتابوں میں پوری قوت تحریر کے ساتھ بیان کیا۔ جس نے گم گشتگان راہ کو ہدایت سے ہمکنار کیا۔ اور اہل اسلام کو دین حق پر استقامت بخشی۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعظیم ومحبت شیخ کی سطر سطر میں نمایاں ہے اور آج بھی ان کے رشحات قلم اس دور بے ادبی کے لیے شمع ہدایت ہیں

بیان شفاعت میں شیخ کی یہ سطور قابل ملاحظہ ہیں۔ جو ان کے جذبات تعظیم وعقیدت سے لبریز ہیں۔ فرماتے ہیں۔

واول کسے کہ فتح باب شفاعت کند محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود، فردا ظاہر شود کہ او را در درگاہ خداوندی چہ قدر جاہ وعزت بودہ است روز روز اوست، وجاہ جاہ او۔

اور سب سے پہلے جو دروازہ شفاعت وا فرمائیں گے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونگے۔ کل ظاہر ہوگا کہ ان کو بارگاہ خداوندی میں کس قدر عزت ووجاہت حاصل ہے۔ دن ان کا دن ہے اور مرتبہ ان کا مرتبہ۔

Marfat.com

پھر فرماتے ہیں۔

بالجملہ روزِ روزِ محمد است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و جائے جائے اوست و مقام مقامِ او، و سخن سخنِ او، و مہمان اوست۔ دیگراں طفیلی اند و در قرآن مجید خطاب پروردگار ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ ترا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ترا اے محبِ من اے محبوبِ من و مطلوبِ من! اے بندۂ خاص من! چنداں نعمت دہم و رحمت کنم کہ راضی شوی از من تا ہیچ آرزو دل تو نہ شکند اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر کس رضائے من طلبند و من رضائے تو، خواہد گفت من راضی نہ شوم تا یک یک از امت من نیامرزی۔

(تکمیل الایمان ص۲۱،۲۳ ملخصاً)

حاصل یہ ہے کہ دن محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دن ہے اور جا ان کی جا ہے اور مقام ان کا مقام اور بات ان کی بات وہ مہمان ہیں اور تمام اہلِ محشر طفیلی۔ قرآن مجید میں خطاب ہوتا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ تمہیں اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں اے میرے محب! اے میرے محبوب و مطلوب! اے میرے بندۂ خاص! اتنی نعمت دوں گا اور اتنی رحمت سے نوازوں گا کہ تم مجھ سے راضی ہو جاؤ۔ کسی آرزو و تمنا سے تمہارا دل شکستہ نہ ہو۔ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سب میری رضا کے طالب ہیں اور میں تمہاری رضا کا۔ عرض کریں گے میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرے ایک ایک امتی کی مغفرت نہ فرما دے۔

اسی دیباچہ اخبار الاخیار میں عظمتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا اور مقامِ سید المرسل صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہوئے ان کے حسنِ محبت اور صلابتِ اعتقاد کا عالم قابلِ دید ہے۔ فرماتے ہیں۔

ہم چناں کہ شکر و سپاس خالقِ موجودات از حیطۂ امکان و احاطۂ انسان بیرون است مدح و ثنائے سیدِ کائنات از مجال شرح

جس طرح خالقِ موجودات کا شکر ادا کرنا دائرہ امکان اور قدرتِ انسان سے باہر ہے اسی طرح سیدِ کائنات علیہ الصلوات والتحیات

Marfat.com

بیان افزوں۔ کی مدح وثنا وقت شرح و بیان سے فزوں تر۔

خیر الوریٰ امام رسل، مظہر اتم — او از خدا و ہر چہ جز او منتہی از او

بہترین خلق پیشوائے رسولاں، ذات خدا کے مظہر اکمل وہ تو خدا سے اور سب کا منتہی ان کی ذات۔

جان جملہ عالم و حق جان شمار — حق را لغیر واسطہ ذات او مجو

وہ سارے عالم کی جان اور حق کو جانِ جاں سمجھو ان کے واسطے کے بغیر خدا کے طالب نہ بنو۔

پھر ان کی بلاغت، عقیدت اور اکرام و جلال کے موتی یکجا نظم دیکھیں۔

در اول باعث خلقت عالم است، و در آخر واسطہ ہدایت نبی آدم، در باطن مربی ارواح و در ظاہر متمم اشباح کا سر ارکان ادیان و دول، ناسخ احکام ملل و نحل، فص خاتم وجود نقش معرفت و شہود، مقصود معتکفان مقصورۂ افلاک، مقصد سالکان معمورۂ خاک، متمم مکارم اخلاق، مکمل کاملان آفاق، حاجز منزلین وجود و عدم برزخ بحرین حدوث و قدم، جامع نسخۂ امکان و وجوب، موجب رابطہ طالب و مطلوب عزیز مصر صمدیت، ملک مملکت احدیت مظہر حقیقت فردانیت مظہر صورت رحمانیت سر مکتوم غیب لاہوت، طلسم معلوم گنج جبروت مروج ارواح ملکوتیہ، مزین اشباح ناسوتیہ ہدایت خط ولایت، نہایت دائرہ نبوت

ابتدا میں باعث تخلیق عالم انتہا میں ذریعہ ہدایت بنی آدم، باطن میں روحوں کے تربیت فرما ظاہر میں جسموں کے تکمیل کار، باطل مذہبوں اور حکومتوں کے ارکان شکن، دوسرے مذاہب وملل کے احکام منسوخ فرمانیوالے، انگشتری وجود کے نگینہ، معرفت وشہود کے نقش، حجرہ آسمان کے اعتکاف نشینوں کا مقصود آبادی زمین کے اہل سلوک کا مطلوب، اخلاقی خوبیوں کے منتظم، کاملانِ عالم کے تکمیل کار، وجود و عدم کی منزلوں کے درمیانی رابطہ، حدوث وقدم کے سمندروں کے درمیانی واسطہ، نسخۂ امکان ووجوب کے جامع، طالب ومطلوب کے رابطہ، مصر صمدیت کے عزیز، حکومت احدیت کے سلطان، حقیقت فردانی کے پرتو، صورت رحمانی کے مظہر غیب لاہوتی

Marfat.com

مظہرِ اتم، رحمتِ اعم، عقلِ اول ترجمانِ ازل — کے رازِ نہاں، گوشۂ جبروت کے طلسمِ آشکار،
نورالانوار، سرِ اسرار، ہادئ سبل، سیدِ رسل — ملکوتی روحوں کے راحت دہندہ، انسانی جسموں
نورِ الٰہی، سرِ الٰہی، حبیبِ اعلیٰ صفیِ اصفی، — کے تزئین فرما، خطِ ولایت کی ہدایت دائرۂ
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم — نبوت کی انتہا، پرتوِ کامل، رحمتِ عام،

مخلوق کے وجودِ اول، ازل کے ترجمان، نوروں کے نور، رازوں کے راز، حق راستوں کے ہادی رسولوں کے سردار، نورِ حق، رازِ حق، محبوبِ بالا، سب سے پاکیزہ انتخاب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سیدِ رسل، شفیعِ امم، خواجۂ دوکون — نورِ خدیٰ، حبیبِ خدا، سیدِ انام

رسولوں کے سردار، امتوں کے شفاعت فرما، دونوں جہان کے آقا، ہدایت کے نور، خدا کے محبوب، مخلوق کے سردار

مقصود ذاتِ اوست دگر باہمہ طفیل — منظور نورِ اوست دگر جملگی ظلام

مقصود ان کی ذات ہے۔ باقی سب طفیل — نمایاں ان کا نور ہے باقی سب تاریکی

ہر رتبہ کہ بود در امکاں بروست ختم — ہر نعمتے کہ داشت خدا بروشد تمام

امکان کا ہر مرتبہ ان پر ختم ہے — اور خدا کی ہر نعمت ان پر تمام

(اخبار الاخیار ص ۴)

حضرت شیخ سرورِ کائنات علیہ الصلوات والتحیات کو مظہرِ ذاتِ خدا، مصدرِ عالمِ موجودات اور منبعِ تمام فیوض و برکات مانتے ہیں، مدارج النبوۃ میں اپنے نظریات بڑی صلابت اور پختگی کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں۔

انبیا مخلوق اند از اسماء ذاتیہ حق، و اولیاء — انبیاء کرام اللہ کے اسماء ذاتیہ سے پیدا ہیں،
از اسماء صفاتیہ، و بقیہ کائنات از صفاتِ — اور اولیاء اسماء صفاتیہ سے، باقی کائنات صفات
فعلیہ، سیدِ رسل، مخلوق است از ذاتِ حق، — فعلیہ سے، اور سیدِ رسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وظہورِ حق دروے بالذات است پس انبیاء — ذاتِ حق سے پیدا ہیں۔ ان میں خدا کا ظہور بالذات

Marfat.com

وا ولیاء علیہم صلوات اللہ وسلامہ مظہر اسماء وصفات گشتند ومحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مظہر ذات (مدارج النبوۃ ص۲۰۹ وج۲ ص۱۶۱ ملخصاً)

ہے۔ تو انبیاء و اولیاء علیہم صلوات اللہ وسلامہ اسماء وصفات کے مظہر ہوئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ذات۔

اور فرماتے ہیں۔

پس حقیقتِ محمدی مصدر جمیع موجودات ومبدأ و واسطہ تمام فیوض وبرکات است پس اگر متحقق شود یکے ازاں کمالات مشار الیہا معطوف خواہد بود بروے و تابع خواہد گشت مراورا (مدارج النبوۃ ج۲ ص۱۶۱)

تو حقیقتِ محمدی تمام موجودات کا سرچشمہ، سب کا منبع ومبدأ اور تمام فیوض وبرکات کا واسطہ ہے۔ تو اگر کسی کو کوئی نمایاں کمال حاصل ہو تو ان ہی کی طرف راجع، اور انہیں کے تابع ہوگا۔

دیباچہ میں فرماتے ہیں۔

ھُوالاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شیٔ علیم۔ ایں کلمات اعجاز سمات ہمہ مشتمل بر حمد وثنائے الٰہی است، تعالیٰ وتقدس کہ در کتاب مجید خطبۂ کبریائی خود بداں خواندہ، وہم متضمن نعت ووصفِ حضرتِ رسالت پناہی ست صلی اللہ علیہ وسلم کہ وے سبحانہ اور ابداں تسمیہ وتوصیف نمودہ، وچندیں اسماء حسنہ جل شانہ است کہ در وحیٔ متلو وغیرہ متلو حبیب خود را بداں نامیدہ وحلیہ جمال وحلیٔ کمال وے ساختہ۔ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اسماء

وہ اول اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے۔ اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ یہ اعجاز نشان کلمات خدائے تعالیٰ کی حمد وثناء پر بھی مشتمل ہیں جن سے قرآن مجید میں اپنی کبریائی کا خطبہ پڑھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت وصفت کو بھی متضمن ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے یہ نام وصفات رکھے اور وحیٔ متلو وغیر متلو (قرآن وحدیث) میں کتنے اسماء حسنہ اللہ تعالیٰ کے ایسے ہیں کہ اپنے حبیب کو بھی ان سے موسوم فرمایا، اور ان کے جمال وکمال کا زیور بنایا۔ اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

وصفات الٰہی متخلق و متصف است، باوجود
آں بہ بعضے ازاں بخصوص نامزد و نامور گشتہ
است مثلِ نور، حق، علیم، حکیم، مومن، مہیمن،
ولی، ہادی، رؤف، رحیم، وجز آں۔ وایں
چہار اسم اول و آخر، ظاہر و باطن نیز ازاں
قبیل است۔ (مدراج النبوۃ ج ۱ ص ۲)

تمام صفات و اسماء الٰہی سے متصف ہیں
پھر بھی بعض اسماء و صفات سے خاص طور
پر نامزد اور مشہور ہیں جیسے نور، حق، علیم حکیم،
مومن، مہیمن، ولی، ہادی، رؤف، رحیم وغیرہا
اور یہ چاروں نام اول و آخر ظاہر و باطن بھی
اسی قبیل سے ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شبِ معراج دیدارِ الٰہی سے شرفیاب ہوئے۔ اس پر احادیث، دلائل فریقین اور علماء کا راجح مسلک تحریر فرمانے کے بعد اپنے وجدان، اور عقل و بصیرت کا ایمانی فیصلہ تحریر فرماتے ہیں۔

گفت بندۂ مسکین عبدالحق بن سیف الدین
خصہ اللہ بمزید الصدق والیقین، کہ کلام علماء
نظر بہ دلائل و آثار و اخبار ہمچناں ست کہ مذکور
شد، اما ایں مقدار خلجان می کند کہ معراج اتم
مقامات و اقصیٰ کمالات آنحضرت بود صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم، کہ ہیچ یکے از انبیاء درانجا با
وے شرکت نہ بود، و ہیچ بشرے و ملکے را گنجائشِ
آں مقام نہ، پس عجب است کہ دراں مقام
برند و در خلوتِ خاص در آرند و با علی مطلب
و اقصیٰ مسألت کہ دیدار است مشرف نگر
دانند و آنحضرت بایں معنی راضی باشد۔ اگرچہ
بکمال بندگی و ادب و سطوتِ کبریائی حق

بندۂ ناچیز عبدالحق بن سیف الدین اللہ تعالیٰ
اسے مزید صدق و یقین سے نوازے، کہتا ہے
کہ دلائل اور آثار و احادیث پر نظر کرتے ہوئے
علماء کے کلام اس طرح ہیں جیساکہ ذکر ہوا لیکن
اتنا خلجان رہ جاتا ہے کہ معراج آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کامل ترین مقام اور
بعید الحصول کمال تھا، کہ اس مقام و کمال میں
کوئی نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک
نہیں، اور نہ ہی کسی انسان یا فرشتہ کی اس
مقام تک رسائی پس تعجب خیز امر ہے کہ
اس مقام میں لے جائیں۔ خلوتِ خاص میں
بلائیں اور سب سے اعلیٰ و اقصیٰ مطلوب و
مقصود، دیدار سے مشرف نہ فرمائیں اور

Marfat.com

اور ابریں دارد کہ سوال نتواند کرد، واز ذوقِ کلام مست گشتہ انبساط نماید طلبِ دیدار نہ کند، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کرد۔ اما کمالِ محبت و محبوبیت کہ با جنابِ اقدس دارد کجا می گزارد کہ حجابے ماند (مدارج ج۱ ص۱۷۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر راضی بھی رہیں، اگرچہ کمالِ بندگی و ادب اور سطوت کبریائی کی بنا پر خدا انہیں اسی حال پر رکھے کہ سوال نہ کریں اور ذوقِ کلام سے مست ہو کر مسرور ہو جائیں اور طلبِ دیدار نہ کریں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا۔ لیکن کمال محبت و محبوبیت جو حضور کو رب کی جناب اقدس میں حاصل ہے کب اس حال پر چھوڑے گا کہ کوئی حجاب باقی رہ جائے۔

عظمتِ مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء سے متعلق شیخ کے کلمات و عبارات کا احصا انتہائی مشکل ہے۔ ہر کتاب میں تعظیم و اجلال اور ادب و محبت کے شواہد و آثار نمایاں ہیں۔ ذوقِ مطالعہ رہنمائی کر سکتا ہے۔

بہر حال شیخ نے اس وقت کے بگڑے ماحول میں عظمتِ رسالت سے اہلِ عالم کو روشناس کر کے ایسی عظیم خدمت انجام دی ہے جو رہتی دنیا تک ان کے نمایاں تجدیدی و اصلاحی کارناموں میں شمار کی جائے گی۔

سرکارِ غوثیت

شیخ کو تمام اولیاء کرام سے عقیدت و محبت ہے مگر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے انہیں گہری اور بے پناہ عقیدت تھی۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات میں انہوں نے زبدۃ الآثار تصنیف فرمائی۔ جو بہجۃ الاسرار شریف کی تلخیص ہے۔ پھر فارسی میں خود ہی اس کا ترجمہ بھی فرمایا۔

اخبار الاخیار شریف کے خاتمہ میں بارگاہِ غوثیت ان کی نذرِ عقیدت ملاحظہ ہو۔

اگر دیگراں قطب اند او قطب الاقطاب است و اگر ایشاں سلاطین، او سلطان السلاطین محی الدین کہ دینِ اسلام را زندہ

اگر دوسرے اولیاء قطب ہیں تو وہ قطبوں کے قطب اور اگر یہ بادشاہ ہیں تو وہ بادشاہوں کے بادشاہ محی الدین کہ دینِ اسلام کو زندہ

Marfat.com

گردانید، ملت کفر را امیرانید کہ الشیخ یحی دممیت۔

فرمایا، ملت کفر موت کے گھاٹ اتاری کہ شیخ جلاتا مارتا ہے۔

زہے مرتبہ کہ ایجاد دین از حی قیوم است و احیا از وے غوث الثقلین اس را گویند کہ جن و انس ہمہ بوے پناہ جویند من بے کس نیز پناہ بادجستہ ام، و بر درگاہ او فتادہ مرا جز عنایت او کس نیست و بغیر لطف او فریادرس نے۔

خوشا مرتبہ کہ ایجادِ دین خدائے حی و قیوم سے ہے اور احیائے دین اِن سے غوث الثقلین اسے کہتے ہیں جس کی جن و انس سب پناہ لیں بندہ بیکس نے بھی اُن ہی کی پناہ لی ہے اور انہیں کی بارگاہ پر پڑا ہوا ہے۔ میرا اُن کی عنایت کے سوا کوئی و نہیں اور نہ ان کے کرم کے بغیر کوئی فریادرس۔

آگے فرماتے ہیں

اوست در جملہ اولیاء ممتاز
چوں پیمبر در انبیاء ممتاز

وہ ہیں تمام اولیاء میں ممتاز
جیسے ہمارے پیغمبر تمام انبیاء میں ممتاز

(اخبار الاخیار ص ۳۱۵)

بارگاہِ غوثیت سے اپنی عقیدت کا اظہار دوسری تصنیفات میں بھی طرح طرح فرمایا ہے اپنے نام کے ساتھ قادری لکھا کرتے تھے۔ جب کہ دیگر سلاسل میں بھی ان کو بیعت و خلافت حاصل تھی۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب "فتوح الغیب" کی شیخ نے فارسی میں شرح کی ہے۔ مگر شرح میں اپنا مقدمہ یا نام تحریر نہ فرمایا۔ بلکہ فرماتے ہیں۔

" ذکر نام این حقیر چہ حد و مجال کہ دریں مقام تواں برد "(شرح فتوح الغیب خاتمہ ۴۴۲)

کیا جرأت و طاقت کہ اس حقیر کا نام اس مقام میں ذکر ہو سکے۔

اِس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بارگاہِ غوثیت میں ان کے کمالِ احترام و عقیدت کا

Marfat.com

کیاحال تھا۔؟
ہم نے مختلف مسائل میں شیخ کے عقائد ونظریات تحریر کردیئے۔جن سے شیخ کا موقف اچھی طرح واضح ہوجاتا ہے۔مزید تفصیل اور دوسرے تمام مسائل میں ان کے نظریات معلوم کرنے کے لیے "تکمیل الایمان" کا مطالعہ مفید ہوگا۔ اس کا اردو ترجمہ پاک وہند میں شائع ہوچکا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیرِ خلقہ سیدنا
محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین ○

Marfat.com

مطبوعات مرکزی مجلس رضا (رجسٹرڈ) لاہور

۱۔ تجلّی المشکوٰۃ از اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا بریلوی (قدس سرہ)

۲۔ فاضل بریلوی اور ترک موالات از پروفیسر محمد مسعود احمد ایم اے، پی ایچ ڈی

۳۔ اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام از مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری

۴۔ سوانح سراج الفقہا از مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

۵۔ پیغامات یوم رضا ترتیب الحاج مقبول احمد قادری ضیائی

۶۔ فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں از پروفیسر محمد مسعود احمد

۷۔ مولانا احمد رضا کی نعتیہ شاعری از ملک شیر محمد خان اعوان

۸۔ المجمل المعدد لتالیفات المجدد از ملک العلماء محمد ظفر الدین بہاری (خلیفہ اعلیٰحضرت)

۹۔ فاضل بریلوی کا فقہی مقام از مولانا غلام رسول سعیدی

۱۰۔ محاسن کنز الایمان از ملک شیر محمد خان اعوان

Marfat.com

۱۱۔ اعلیٰ حضرت کی شاعری پر ایک نظر از سید نور محمد قادری

۱۲۔ فضائل درود وسلام از مولانا محمد سعید شبلی قادری نقشبندی

۱۳۔ تمہید ایمان از امام احمد رضا بریلوی (قدس سرہٗ)

۱۴۔ اجلی الاعلام ان الفتویٰ مطلقاً علیٰ قول الامام (عربی) از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی (قدس سرہٗ)

۱۵۔ ضیائے کنز الایمان از مولانا غلام رسول سعیدی

۱۶۔ عاشق رسول از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

۱۷۔ اذکار حبیب رضا از مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری علیہ الرحمۃ

۱۸۔ ڈیواین ویلیوز آف اسلام (انگریزی) از مولانا عبدالستار خان نیازی مدظلہ العالی
DIVINE VALUES OF ISLAM

۱۹۔ مولانا احمد رضا کا نعتیہ شاعری میں منصب از شاعر لکھنوی

۲۰۔ فاضل بریلوی کے معاشی نکات جدید معاشیات کے آئینہ میں از پروفیسر رفیع الدین صدیقی

۲۱۔ سات ستارے از حکیم محمد حسین بدر

۲۲۔ الفضل الموہبی از اعلیٰ حضرت بریلوی۔ مترجم عربی مولانا افتخار احمد صاحب

Marfat.com

۲۳۔ امام احمد رضا اور علم حدیث از مولانا ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی

۲۴۔ مولانا احمد رضا بریلوی سندھی از مقبول جہانگیر مترجم سندھی مولانا عبدالمصطفےٰ گلزار حسین قادری ایم اے

۲۵۔ مشرق کا ایک فراموش کردہ نابغہ از پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد ایم اے پی ایچ ڈی
NEGLECTED GENIUS OF THE EAST

۲۶۔ اصح المطالب فی شعب ابی طالب از مولانا محمد سعید شبلی نقشبندی قادری

۲۷۔ اثبات المولد والقیام از حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی، مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ فضائل درود سلام از مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ رسالہ فی علم الجفر (عربی) از امام احمد رضا خان بریلوی (قدس سرہٗ)

۳۰۔ معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین از امام احمد رضا بریلوی (قدس سرہٗ)

۳۱۔ چالیس ارشادات امام ربانی از علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ احادیث مبارکہ از عبدالحکیم قاصی ایم اے

۳۳۔ خطبات یوم رضا مرتب محمد عالم مختار حق

Marfat.com

۳۴۔ اکرام امام احمد رضا از مفتی محمد برہان الحق

۳۵۔ تمہید ایمان (مترجم پشتو) از امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ الحق المبین (مترجم پشتو) از علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی

۳۷۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی از مولانا محمد عارف اللہ خاں مصباحی

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مرکزی مجلسِ رضا (رجسٹرڈ) لاہور اب تک ۷۰ مختلف کتب کے متعدد ایڈیشن طبع کر کے مفت تقسیم کر چکی ہے۔ جن کی کل تعداد دو لاکھ کے قریب ہو چکی ہے۔

نوٹ: مرکزی مجلسِ رضا کی جملہ کتب بلاقیمت ہونے کی وجہ سے چھپتے ہی تقسیم ہو جاتی ہیں۔ لہذا ہر وقت سب کتابیں موجود نہیں ہوتیں شائقین جوابی کارڈ بھیج کر دریافت فرمایا کریں کہ فلاں کتاب موجود ہے، نیز کتابیں منگوانے کے لئے ڈاک ٹکٹ ضرور ارسال فرمایا کریں۔

محمد مقبول احمد قادری

Marfat.com

بحضور امام احمد رضا

محمد عاصم صہبائی کا خراجِ عقیدت

صنعتِ توشیح میں

و۔ اے چراغِ راہ و منزل! صاحبِ عرفان ہے تو
م۔ محفلِ رشد و ہدایت کی ہے تو روحِ رواں
و۔ اک ادائے روح پرور، اک نوائے سرمدی
م۔ مرحبا صد مرحبا اے رہبرِ اسلامیاں!
و۔ ارتقائے دینِ برحق کا ہے اک سیلابِ نور
ح۔ حکمت و دانش کا اک مینارِ تابندہ جبیں
م۔ منبعِ علم و عمل ہے چشمۂ فیض آفریں
و۔ داستانِ جرأت و ایثار تجھ سے سربلند
ر۔ راستے پُر نور تیری سیرت و کردار سے
ض۔ ضامنِ قرآں، حدیثِ رحمتِ عالم کا فیض
و۔ امتِ خیر الامم کا ترجمانِ حق رسا
خ۔ خاک کے ذرے ترے قدموں سے رفعت آشنا
و۔ اب بھی تیرے فیض کا جاری ہے چشمہ چار سُو
ن۔ نام سے تیرے ملا ہے فیض عاصم کو یہاں

ن۔ نازشِ فکرِ رسا ہے آیۂ ایماں ہے تو
و۔ ارمغانِ زندگی تو، عزم عالی شاں ہے تو
خ۔ خواجۂ کونین کی امت کا پشتیباں ہے تو
ا۔ اسوۂ ختم الرسل کا اک جلی عنواں ہے تو
ض۔ ضربِ "اسد اللہ" کی اک تیغِ بے پایاں ہے تو
ر۔ رہبرِ فرزانہ ہے سرمایۂ ایقاں ہے تو
و۔ درمیانِ حق و باطل اک حصارِ جاں ہے تو
م۔ معرکۂ زندگی میں بوئے گل افشاں ہے تو
ح۔ حادثاتِ وقت میں اک جوئے نغمہ خواں ہے تو
ا۔ اولیائے دینؒ کا اک گوہرِ تاباں ہے تو
م۔ محشرِ شام و سحر میں سورۂ رحماں ہے تو
ا۔ اے سراپا شہر ایماں دین کا ساماں ہے تو
م۔ موت جس سے ہے گریزاں وہ نوا ساماں ہے تو
اے مرے مرشد مری دھڑکن مرا ارماں ہے تو

منجانب: فقیرِ راہ نشیں

جولائی ۱۹۹۱ء

عاصم صہبائی دوجی منزل۔ تداڑہ مغلاں سیالکوٹ

Marfat.com

اعزازی عہدہ داران

مرکزی مجلس رضا لاہور (رجسٹرڈ)

پیر سید محمد حسن شاہ گیلانی — — — — — — سرپرست

حکیم محمد موسیٰ امرت سری — — — — — — — — بانی و صدر

میاں زبیر احمد قادری — — — — — — — — نائب صدر

چودہری رحمت علی نقش بندی — — — — — — — ناظم

جناب ظہور الدین خاں — — — — — — — نائب ناظم

الحاج محمد مقبول احمد قادری — — — — — — خازن

قاضی صلاح الدین قادری — — — — — — ناظم دفتر

Marfat.com

دعوت

مرکزی مجلسِ رضا لاہور (رجسٹرڈ)

مجددِ ملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابرِ اہلسنت کے مشن کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں جو گرانقدر خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ آپ اس سے بخوبی متعارف ہیں۔

آپ بھی مجلس کے وسیع تر پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مجلس کے ممبر بنیں۔

●

فارم رکنیت مجلس کے دفتر سے طلب فرمائیں

Marfat.com

Marfat.com

یوم رضا

مرکزی مجلس رضا لاہور، اعلیحضرت امام اہل سنت مجدد ملت شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کی علمی دینی اور ملی خدمات جلیلہ کے تعارف کیلئے کتب و رسائل شائع کرنے کے ساتھ ساتھ ہر سال آپ کے یوم وصال (عرس مبارک) کے موقع پر جلسہ یوم رضا کا انعقاد کرتی ہے جس میں ملک کے نامور علماء، فضلا اور دانشور حضرات چودھویں صدی کے مجدد کی عظیم علمی خدمات اور بے مثال تجدیدی کارناموں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ روح پرور تقریب جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور منعقد ہوتی ہے۔

ازیں علاوہ مرکزی مجلس رضا لاہور کی طرف سے ملک کے گوشے گوشے میں جلسہ ہائے یوم رضا منعقد کرنے کی ہر سال اپیل کی جاتی ہے اس تحریک سے ملک کے اکثر مقامات پر یوم رضا منایا جانے لگا ہے مگر ہم اس میں مزید وسعت کے خواہاں ہیں لہذا علماء کرام اور اہل سنت کی انجمنوں سے اپیل ہے کہ وہ یوم رضا کو وسیع پیمانے پر منانے کا اہتمام کیا کریں۔

الداعی حکیم محمد موسیٰ امرتسری صدر مرکزی مجلس رضا لاہور

Marfat.com